یہ سلسلہ قائم رہا تو بہت سی وہ کتابیں جو ارتقاء سے اردو میں خاص اہمیت رکھتی تھیں، ایک مرتبہ پھر ہمارے سامنے بہتر طریقہ سے آجائینگی،

ابتدائی مدارسِ ہند میں تعلیم، مترجمہ جناب مہدی حسن صاحب زبیری، بی، اے، بی ٹی، صہ ۱۹۰، قیمت ؏ پتہ شبیر حسن اینڈ سنز مارہرہ ضلع ایٹہ،

مس گوری کارڈن تعلم مدرسہ تعلیم المعلمین نے بارہ مختلف ماہرین تعلیم سے بارہ مختلف موضوع پر مقالے لکھا کر اپنے مقدمہ کے ساتھ شائع کیا تھا، بچون کی ابتدائی تعلیم اور ان کی جسمانی نشو و نما کے متعلق یہ مقالے بر از معلومات ہین، اور ان کی اس اہمیت کو دیکھکر کلیۂ عثمانیہ (تعلیم المعلمین) کے استاد مسٹر مہدی حسن نے اس کا اردو ترجمہ کیا ہے، اس مختصر و جامع کتاب مین بچون کی تعلیم وغیرہ کے متعلق جو معلومات درج ہین، اور ماہرین نے اپنے تجربات کے جو خیالات ظاہر کئے ہین، وہ اس قابل ہین کہ ہر اوس شخص کو جو اس موضوع سے تعلق رکھتا ہو اس پر غور [illegible] ہین جو ہم [illegible] کرنا چاہیے،

لطیفیات، جناب شیخ محمد حسن صاحب لطیفی بی، اے، صہ ۹۶ قیمت ۱۲؍ پتہ مصنف اجمال گنج لودھیانہ،

لطیفی صاحب ایک نوجوان پنجابی شاعر و نثر نگار ہین، یہ اُن کی نظم و نثر کا مجموعہ ہے، نثر تقریباً تمام تر اور نظم بھی بیشتر انگریزی کا ترجمہ ہے، ابتدا مین جناب اصغر حسین صاحب نظیر کا مقدمہ ہے اور انھون نے اپنے اخلاقی فرض کو اچھی طرح ادا کیا ہے، ایک آدھ جگہ پنجابی طرزِ ادا کی مثال بھی ملتی ہے، مثلاً

ع رخ سے پردہ اوسیانے ہے سرکایا ہوا

تصحیح

جولائی کے معارف مین خیالات اردو نگ کی قیمت ۸؍ کی جگہ عہ لکھدی گئی ہے، اور یہ کتاب دار المصنفین کے علاوہ خود مترجم سے غازی آباد کے پتہ سے بھی مل سکتی ہے،

جلد بست و دوم | ماہ ربیع الثانی ۱۳۴۷ھ مطابق ماہ اکتوبر ۱۹۲۸ء | عدد چہارم

مضامین

شذرات

ایک زمانہ تھا جب مولوی مناظرہ میں بہت بدنام تھے، کہ یہ مناظرہ کرتے کرتے ذاتیات، شخصیات اور گالی گلوچ پر اتر آتے ہیں، اور اختلاف کو اختلاف کی حد تک نہیں رکھتے، بلکہ اس کو مخالفت بنا لیتے ہیں، یہ زمانہ بھی گذر گیا اور نئی تعلیم نے نئے تعلیم یافتون کو ہر چیز کے "اٹیکیٹ" سکھائے، جن سے پرانے عربی تعلیم یافتہ ناواقف تھے، لیکن کیا یہ حیرت کی بات نہیں کہ کم از کم مناظرہ اور ایک دوسرے کی تنقید کے باب مین، نئے تعلیم یافتون کے "اٹیکیٹ" اور "کیرکٹر" اور پرانے تعلیم یافتون کے "آداب" اور "اخلاق" مین کوئی فرق محسوس نہین ہوتا، اگر فرق ہے تو یہ ہے کہ مولویون کی لڑائی مذہبی مسئلون مین ہوتی تھی، اس لیے ان کی گالیان بھی مذہبی تھین، یعنی کافر، فاسق، فاجر، اور تعلیم یافتہ اصحاب کی لڑائیان سیاسی ہوتی ہین اس لیے گالیان بھی سیاسی ہوتی ہین، یعنی خائن، غدار، قوم فروش، خودغرض وغیرہ، مگر نتیجہ کے لحاظ سے دونون ایک ہین، پھر یہ کونسی بیماری ہے کہ جس کے لیے نہ نیا طریقۂ علاج مفید ہے نہ پرانا،

مولویون پر ایک اعتراض یہ بھی تھا کہ جھگڑا کسی ذاتی ہی بات پر، یا کسی فلسفیانہ ہی مسئلہ پر کیون نہ ہو، مگر اس کو کھینچ تان کر وہ مذہبی بنا لیتے ہین، اور دشمن یا حریف کو شکست دینے، حامیون اور طرفدارون کو اپنے ساتھ ملانے اور عام مسلمانون مین جوش پھیلانے کی سب سے آسان ترکیب ان کے پاس یہ ہے کہ وہ مذہب کا نام لیکر اٹھتے ہین اور شور کرتے ہین کہ ان کے ساتھ ملکر ایسا نہ کیا گیا تو مذہب تباہ ہو جائیگا، اور اس کی ایک ایک بنیاد اپنی جگہ سے ہل جائیگی، لیکن آج نئے تعلیم یافتہ اصحاب کو بھی دیکھتے ہین کہ وہ بھی اس کارگر ہتھیار سے مسلح ہین، اور بات خواہ ذاتی ہو، تعلیمی ہو، سیاسی ہو، مگر اپنے موافقون کے بڑھانے اور مخالفون کے توڑنے کے لیے ہر بات مین مذہب کی آڑ ضرور پکڑی جاتی ہے، پرجوش اور ہنگامہ خیز الفاظ مین لوگون کو مذہب کی حمایت کے نام سے اپنی طرف ملایا جاتا ہے، اور دوسرون سے جدا کیا جاتا ہے اور یہ دیکھکر حیرت پر حیرت ہوتی ہے کہ علمائے کرام بھی اس وبائے عام سے نہین بچتے اور وہ بھی چیخنے والون کے ساتھ چیخنے لگتے ہین، کہ اگر یہ گیا تو دین برباد گیا، اگر وہ گیا تو مذہب فنا ہوا، پنجاب مین نشست نہین نہ ہوئی تو اسلام شہید ہو گیا، اگر ڈسٹرکٹ بورڈ مین نمایندگی پوری نہ ہوئی تو مسلمان مٹ گئے، اگر جامع مسجد کے سامنے باجا بج گیا تو اسلام کی توہین ہو گئی، حالانکہ اس بربادی، اس فنا، اس پامالی اور اس توہین سے ہر جگہ اسلام اور مسلمان کے معنی خود شور کرنے والون کی ذات یا رائے ہوتی ہے،

وہ جماعت جس کا مقصد اسلام کی روحانی اور اخلاقی خدمت ہے جو مذہب کو اس کے اصلی معنی مین دیکھنے کی آرزومند ہے، اس کو معلوم ہونا چاہیئے کہ بات بات پر اس طرح مذہب کو آڑ بنا لینے سے وہ اسکی عظمت کو خود برباد کرنا، اور اس کی وسعت کو کھونا چاہتی ہے، وہ اس طریقہ سے لوگون کو حق کی طرف نہین، فتنہ کی طرف دعوت دے رہی ہے، وہ مذہب کے جوہر لطیف کو فرقہ بندیون اور شخص پرستیون کے کیچڑ مین گندہ اور میلا کر رہی ہے، وہ جس سختی کے ساتھ مذہب کے نام سے ایک گروہ کو اپنے ساتھ ملا رہی ہے، اسی شدت کے ساتھ مخالف فریق کو مذہب کا دشمن بنا رہی ہے، پھر کیا یہ ہماری تمام جد و جہد، دوڑ دھوپ، چیخ پکار، ہماری خدا پرستی کا نتیجہ ہے، یا خود پرستی کا ؟

یہ تو ہماری تصویر کا ایک رخ ہے، دوسرا رخ اس سے بھی زیادہ بدنما ہے، کچھ لوگ چاہتے ہین کہ مسلمانون کی پوری زندگی سے مذہب کا لفافہ اتار لیا جائے، اور سوائے دلی عقیدہ کے جس کا جاننے والا علام الغیوب کے سوا کوئی نہین، ہر قسم کی قید و بند جو ہماری زندگی اور ہماری معاشرت پر عائد ہے، دور کر دیا جائے، اور ہم کو محمد صلعم کی قدم بقدم تقلید کے لیے آزاد چھوڑ دیا جائے، ان کا منشا یہ ہے کہ جائز وہ نہین ہے، جو اسلام کی شریعت مین جائز ہے بلکہ وہ ہے جو یورپ کے قانون مین جائز ہے، حسن و قبح کا معیار عقلی دلائل اور الہامی براہین نہین ہین، بلکہ صرف یورپ

کی پسند اور اہل یورپ کا طرزِ عمل ہے، اور اس کا نام فلسفیت، عقلیت، تہذیب اور تمدن رکھا گیا ہو۔

کس کو خیال ہو سکتا تھا کہ کبھی کسی مسلمان کو بھی، اس مین شک و شبہہ ہو گا کہ اسلام مین نماز کے پانچ اوقات ہین، لیکن آج اس لیے نہین کہ اس کے خلاف عقلی اور نقلی دلائل پیدا ہین، بلکہ صرف اس لیے کہ عصر کا وقت کلب کا اور عشا کا وقت "تھیٹر" اور "سینما" کا ہے، یہ اصرار کیا جا رہا ہے، کہ دوسرے مسلمان بھی یہ مان لین، اور قرآن سے بھی نکل آئے کہ ان دو وقتون کی نماز فرض نہین، اور صرف تین وقت کی نماز ہے وہ بھی صرف دو رکعت واجب الادا، اور وہ بھی ارکان کے ساتھ ضروری نہین،

ہم نے آج سے شاید ایک سال پہلے اس عربی دانی کی تعلیم کی مخالفت کی تھی جو مذہبی رنگ مین نہ ہو، اور جو مذہبی علوم سے خالی ہو، آپ غور کر کے دیکھئے تو معلوم ہو گا کہ اس تحریک کے علم بردار وہی نیم عربی دان ہین جنھون نے مذہبی علوم کے بغیر عربی زبان کی تھوڑی بہت تعلیم حاصل کر لی ہے، اور وہ عربی فقرون کے الٹے سیدھے کچھ معنی کر لیتے ہین، ہمارے صوبہ مین اس جاہلانہ علم کا مرکز خود صوبہ کا صدر مقام ہے، اسی شہر کے شاعر اکبر نے کہا تھا

آسمان اب چاہتا ہے "مولوی کُش مولوی"

مرحوم کی یہ پیشنگوئی پوری ہوئی، اور اب یعین کہ شہر سے یہ "مولوی کُش مولوی" پیدا ہو رہے ہین جو عربی دانی کے لحاظ سے تو "مولوی" ہین، مگر تعلیم اور فرنگی جدت پسندی کے لحاظ سے "مسٹر" ہین، اور وہی اس نئی شریعت کے مجتہد و امام ہین،

اب گنگا جمنا کے سنگم سے نکل کر یہ سیل بلا گومتی تک پہنچ گیا، اور وہان بھی اسی اجتہاد کی مجتہدانہ تقلید کیجا رہی ہے،

انچہ استاد ازل گفت ہمان میگویم

کسی صاحب کو نماز کی رکعتین قرآن مین نہین ملتی ہین، کسی کو پانچ وقت کی نماز دن کا پتہ نہین لگتا، کسی کو شریعت الٰہی کی تعمیل کی ضرورت محسوس نہین ہوتی، کوئی اسلامی شریعت کی فہرست دیکر بتا رہا ہے کہ قربانی بت پرستون کی، اور نماز کے پانچ اوقات یہود و نصاریٰ سے ماخوذ ہین، کیا انھین خود بھی پتہ ہے کہ ان کے یہ شکوک و شبہات کس سے ماخوذ ہین،

ان تمام بدبختیون کی جڑ اور بنیاد کیا ہے؟ یہ ہے کہ کتاب کو سنت یعنی رسول کی عملی زندگی سے الگ کر کے سوچا اور سمجھا رہا ہے، اور آیات اللہ کا فہم اسوۂ رسول اللہ کی شرح سے نہین کیا جا رہا ہے بلکہ یورپ کے آداب و اعمال اور طرزِ زندگی کے ذریعہ، اور یہ وہ گمراہی ہے جو تیرہ سو برس مین پہلی دفعہ کیجا رہی ہے، اس کا نتیجہ باطنیت کے سوا ان تمام فرقہ وارانہ اختلافات سے بدرجہا زیادہ برا ہو گا جو پہلی صدی سے آج تک پیدا ہوئے ہین،

تاریخ مذاہب کا یہ عجیب نکتہ ہے کہ اسلام مین جس قدر فرقے پیدا ہوئے، اور قرآن پاک کی غلط تاویلات اور ان سے گمراہ کن اسلامی فرقون کی پیدایش جسقدر ہوئی وہ تمام تر ان عجمی ملکون مین جن کی مادری زبان عربی نہ تھی جیسے عراق، ایران، خراسان، ترکستان، ہندوستان وغیرہ، عرب، مصر، شام، شمالی افریقہ، مراکش، اور اسپین مین زیادہ سے زیادہ جو ہوا وہ مہدویت کا سادہ دعویٰ اور اس کے ذریعہ سے حکومت و سلطنت کا قیام،

اس تاریخی نکتہ کا حل بجز اس کے کچھ اور ہو سکتا ہے کہ وہ قومین جنکی مادری زبان عربی نہ تھی، وہ خود قرآن و حدیث کے معنی و مفہوم کے سمجھنے سے عاری رہین، اور گمراہون نے اپنی اپنی زبان مین تحریف کر کے جس جس لفظ کے جو جو معنی ان کی زبان مین بتا دیے، عام لوگون نے ان پر یقین کر لیا، اور صحیح و غلط کے درمیان عربی زبان کا علم اور اس سے بڑھکر ذوق نہ رکھنے کی وجہ سے وہ کوئی امتیاز نہ کر سکے،

بعینہ یہی حال آج بھی ہو رہا ہے، آج یورپ کی ہمہ گیریٔ کے اثر سے اکثر اسلامی ملکون مین الحاد پھیل رہا ہے، مگر بہر حال وہان دو ہی قسم کے آدمی ہین، یا وہ بے دین ہین، یا دیندار، مگر یہ نہین ہو رہا ہے کہ وہ قرآن پاک کی معنوی تحریف کر کے دین کے ذریعہ سے بے دینی اور مذہب کے ذریعہ سے لا مذہبی پھیلانے کی کوشش کرتے ہون، ہندوستان کا یہ وہ کارنامہ ہے جس پر بے دین ترکون کو بھی رشک کرنا چاہیئے،

ترک قوم کی بھی گو عربی مادری زبان نہین، تاہم چونکہ وہ بھی عربون کی طرح عملی قوم ہے، خیالی نہین، اس لیے اس کی تاریخ بھی عجمیون کی ذہنی ذہنیت کی ہنگامہ آرائیون اور سحر کرائیون سے خالی ہے، عجمیت کا یہ موروثی ترکہ ہندوستان کو بھی ملا ہے جو عمل سے تو دور مگر ذہنی مفروضات خیالی تحریکات اور مذہبی تاویلات اور تحریفات مین ایرانیت کے دوش بدوش ہے، اسلام مین یہ نہین، یہ نہین، یہ نہین، اس پر تو بحثین ہین کیونکہ یہ عمل سے متعلق نہین، بلکہ ترک عمل سے، لیکن یہ کہ اسلام مین یہ ہے یہ ہے، یہ ہے، اس سے سروکار نہین کیونکہ اس کا تعلق عمل سے ہے، اس پر لطف یہ ہے کہ اس کی سلبی دعوت کا نام "مجتہدانہ تحقیق" ہے اور چاہا جاتا ہے کہ عام مسلمان بھی اس کو قبول کر لین،

زہر دین اوس پہ یہ تاکید کہ پینا ہو گا،

آجکل قرآن پاک کی حسب مذاق تفسیر اور اس کی آیتون کی اپنے مطلب کے مطابق تشریح کی وبا عام ہو رہی ہے، حالانکہ ضرورت اس کی ہے اس کا داگ بیراہروی سے پہلے وہ نیا اصول تفسیر اور جدید اصول فقہ تیار کر لین تا کہ ایک ایک آیت کے سوال وجواب کے بجائے پوری نظم ترتیب اور اصول کلی کا امتحان کیا جائے کہ یہ کہانتک معقول اور درست ہین، بنیاد ڈالنے سے پہلے عمارت بنانے کی کوشش، اس مین رہنے والون کی ناگہانی ہلاکت کے سوا اور کیا ہے ؟

سیرۃ النبیؐ کے ترکی ترجمہ کی پہلی جلد عصر سعادت کا ذکر اس سے پہلے آچکا ہے، اب اس مہینہ مین اسکی دوسری جلد چھپکر قسطنطنیہ سے آئی ہے، اس مین عہد رسالت کے اخیر سالون کی تاریخ، حجۃ الوداع، وفات، احکام کی تاریخ، اور اخلاق وشمائل اور ازواج مطہراتؓ اور آل اطہر رضی اللہ عنہم کے حالات ہین، عمر رضا آفندی مترجم نے خط مین لکھا ہے کہ تیسری جلد بھی زیر طبع ہے، دوسری جلد کے خاتمہ مین موصوف نے ہمارے رفقاء مولانا عبد الدین صاحب بی اے، پروفیسر عبد الباری ندوی اور مولانا عبد السلام ندوی کا بھی تذکرہ کیا ہے، اخبار خوان صحاب کو یہ سنکر تعجب ہو گا کہ ترکی کی یہ تازہ ترین اشاعت لاطینی خط مین نہین، بلکہ عربی خط مین ہے،

ہمارے دوست ظفر الملک صاحب نے ہندوستان کے اردو خوان لوگون مین صحیح سیاسی واقفیت پیدا کرنے کے لیے یہ کوشش کی ہے کہ روزنامہ ہمدرد دہلی کی ماتحتی ونگرانی مین ایک **دائرۂ سیاسیہ** قائم کرین جسکا مقصد اردو مین سیاسیات پر مفید کتابون اور رسالون کی اشاعت ہو، ان کی اس تحریک کی تائید ملک کے اکثر اکابر مولانا حسین احمد صاحب مولانا عبد الماجد صاحب دریابادی، پنڈت جواہر لال نہرو، شیخ عبد القادر، سید حسرت موہانی، ڈاکٹر انصاری، ڈاکٹر محمود، پنڈت کشن پرشاد کول، ڈاکٹر کچلو، مولانا ابو الکلام، نواب اسمٰعیل خان نے کی ہے، یہ ادارہ ہر سال سیاسیات پر مفید کتابون اور رسالون کا سلسلہ شائع کرتا رہیگا، اور اپنے ارکان کی خدمت مین بھیجتا رہیگا، رکنیت کے شرائط یہ ہین، جو صاحب دس روپیے سالانہ دین، یا اپنی کوئی مفید تالیف وترجمہ کی اشاعت کا حق دائرہ کو عنایت کرین، دائرہ کی آمدنی اوسی کی توسیع وترقی مین خرچ ہوگی، جو اصحاب سالانہ دس روپیے ادا کر کے یا اپنی کوئی تالیف یا ترجمہ دیکر دائرہ کے رکن بننا چاہین، وہ مہتمم دائرۂ سیاسیہ، دفتر روزنامہ ہمدرد دہلی کے پتہ سے روپیہ بھیجین، یا خط وکتابت کرین،

مولانا حکیم برکات احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کی خبر پچھلے پرچہ مین دیجا چکی ہے اب مولانائے مرحوم

کے خلف ارشد مولانا حکیم ابو الحسنات محمد احمد صاحب ہاشمی کے والانامہ سے یہ جانکر اطمینان ہوا کہ مرحوم کے علمی فیوض و برکات کا سلسلہ اب بھی جاری رہیگا، اور آپ کی درسگاہ دار العلوم نظامیہ خلیلیہ ٹونک کے نام سے قائم رہے گی جسکے وہ خود صدر مدرس اور سلسلہ کے دوسرے لائق اور درس و تدریس کے تجربہ کار علما مدرس ہونگے، اعلیٰ حضرت والی ٹونک خلد اللہ ملکہٗ نے ازراہِ نوازش و قدر شناسی، چار سو ماہوار کی تنخواہ اور جاگیر جو مرحوم کو ملتی تھی وہ ان کے لائق جانشین کے نام مقرر فرمادی ہے، ہمین امید ہے کہ راجپوتانہ کے ریگستان کا یہ علمی نخلستان (مدرسہ نظامیہ خلیلیہ) اس سیرابی سے پوری طرح سرسبز و شاداب رہیگا،

اہل علم حلقہ مین یہ خبر خوشی کے ساتھ سنی جائے گی، کہ امام بیہقی کی **سنن کبریٰ** مع ترکمانی کی پہلی جلد کے بعد اس کی دوسری جلد کی چھپائی بھی تمام ہو گئی، فقہ الحدیث کا یہ سب سے بڑا ذخیرہ ہمارے عربی مدرسون کے علم مین کافی وسعت نظر اور رواداری پیدا کریگا، اس کتاب کی ایک حنفی ریاست کی امداد، ایک حنفی دائرۂ علم کے اہتمام اور حنفی علمار کی تصحیح سے اشاعت اسکو ظاہر کرتی ہے کہ حنفی شافعی کی ذہنی معرکہ آرائی کی پرانی لڑائی اب خواب و خیال ہو گئی، الحمد للہ ثم الحمد للہ،

ارکانِ دار المصنفین کے دوسرے سالانہ ہدیہ کے لئے **مہاجرینؓ** کی پہلی جلد چھپائی کے آخر مرحلہ سے گذر رہی ہے، انشاء اللہ یہ اخیر نومبر تک تمام ہو جائے گی، اس مین بقیہ عشرہ مبشرہ، بنی ہاشم اور دوسرے بڑے بڑے مہاجر صحابہ رضی اللہ عنہم کے حالات، فضائل، اخلاق اور کارنامے، پوری شرح و بسط کے ساتھ مذکور مین، اس کا حجم ۴۵۰ صفحون سے زیادہ ہوگا،

تاریخ کے نت نئے دعوون مین سے ایک یہ ہے کہ مدراس، جہان سی تبلیغ نے ہندو دن مین خاطرخواہ کامیابی

حاصل کی ہے، مسیحیت کو اس ملک مین مزید ترقی اور استحکام کی غرض سے تاکہ ہندوستان کی نئی قومی روح کا مقابلہ کیا جاسکے، بعض مدراسی عیسائیون نے یہ نظریہ قائم کیا ہے کہ حضرت عیسیٰؑ درحقیقت ہندوستانی تھے، بلکہ مدراسی تھے، یہ بھی دعویٰ ہے کہ مدراس پہلے بحر ہند کے جزائر سے ملا ہوا تھا، اور اسی کی تہذیب بھی جوان جزیرون مین پھیلی تھی بعض "وسیع النظر محققین" اس نظریہ کو اس حیثیت سے شائع کر رہے ہین کہ یہ معلوم ہو کہ پرانے ہندوستان نے دنیا کی کتنی بڑی عظیم انسان ہستی کو پیدا کیا ہے، مگر انھین خبر نہین کہ یہ نیا علمی نظریہ (؟) صرف عیسائی مذہب کو قومی رنگ دینے کے لیے ایجاد کیا گیا ہے،

اگر ہمارے ان دوستون کو اس قسم کے نظریہ سے تسکین حاصل ہو سکے تو سب سے پہلے مسلمانون کو یہ حق پہنچتا ہے کہ وہ اپنے کو سب سے پرانا ہندوستان کا باشندہ ثابت کرین کیونکہ اس بے سند بات سے زیادہ اس دعوی کی تاریخی سند موجود ہے کہ مسلمانون کے نزدیک سب سے پہلے اسلامی پیغمبر بلکہ ان کے مورث اول حضرت آدم اسی زمین کے قریب سرندیپ مین اترے تھے جو ابھی مدراس ہی کے پاس ہے، اور جس زمانہ مین بحر ہند کے جزیرے مدراس کی سرزمین مین پیوست ہونگے، سراندیپ مدراس ہی کا ٹکڑا ہوگا، اور اس طرح مسلمان حضرت عیسیٰؑ سے بھی پہلے کے ہندوستانی ہین، اور وہ یہین سے عرب کو منتقل ہوئے ہین، کیا یہ تسلیم ہے؟

مقالات

ہندوستان مین علم حدیث

اہل تاریخ پر روشن ہے کہ ہندوستان مین اسلام دو راستون سے داخل ہوا، خشکی سے اور تری سے، خشکی کا راستہ درۂ خیبر کا تھا، جہان سے ترکون، پٹھانون اور مغلون نے چوتھی صدی کے آخر اور پانچوین صدی کے آغاز سے داخل ہونا شروع کیا، لیکن ان سے صدیون پہلے اہل عرب تاجرون اور سوداگرون کی حیثیت مین سندھ اور ملیبار سے لیکر گجرات تک بحر ہند کے پورے سواحل پر پھیل چکے تھے، وہ اپنے ساتھ اپنا دین، اپنا قرآن اور اپنے علوم بھی لائے تھے، اور اس سے لمبا سال پہلے کہ اسلام کا کوئی تیغ زن سپاہی اس سرزمین پر قدم رکھے یہان مسلمان عربون اور عراقیون کی نوآبادیان قائم تھین، اور مسجدین تعمیر اور آباد تھین، یہی مسجدین اسلام کی ابتدائی درسگاہین تھین جنمین وہ بیٹھکر قال اللہ اور قال الرسول کا آوازہ بلند کرتے تھے۔

صحابہؓ اور ہندوستان حضرت عمرؓ کے عہد سے سواحلِ ہند پر عربون کی تاخت شروع ہوئی ہے، اور یہ وہ زمانہ تھا جب ہر گلی کوچے کے لب و دہن «اخبرنا» اور «حدثنا» کی خوشبو سے معطر تھے، یعنی صحابۂ کرامؓ کا عہد تھا، اسلام کا یہ پہلا مجاہد قافلہ تھا، جو تھانہ پر حملہ آور ہوا تھا جو آجکل دونون (بمبئی کے بجائے) بحرِ ہند کا آباد بندرگاہ تھا، اور اس کے بعد بھروچ (واقع گجرات) اس مقدس بحری عسکر کی دوسری منزل گاہ تھی، اس مین کوئی شک نہین کہ ان دونون فوجون مین دیدار نبوی سے مشرف ہستیون کی کچھ تعداد یقیناً شامل ہوگی، اور اس لحاظ سے ہندوستان بھی ان خوش قسمت ملکون مین ہے جن کی خاک صحبت یافتگانِ نبوی کے پاؤن سے لگ کر ہماری آنکھون کا کحل الجواہر بن چکی ہے،

ہندوستان مین پہلا محدث ۹۳ھ مین مسلمانون نے سندھ پر حملہ کیا، اور فتح کیا اور یہ ملک اس وقت سے تیسری صدی ہجری کے شروع تک عربون کے قبضہ مین رہا، ۱۵۹ھ مین خلیفہ مہدی کے حکم سے جو فوج ہندوستان کی طرف روانہ ہوئی، اس مین ربیع بن صبیح السعدی البصری بھی تھے، جنکو تابعی ہونے کا شرف حاصل تھا، یہ بھی ان لوگون مین تھے، جنھون نے احادیث کے منتشر اوراق کے یکجا کرنے مین سب سے پہلے حصہ لیا تھا، بلکہ صاحب کشف الظنون کا بیان ہے کہ

قیل ھو اول من صنف وبوّب فی الاسلام | کہا گیا ہے کہ یہ پہلے شخص ہین جنھون نے اسلام مین تصنیف کی،

ابن سعد مین ہے،

خرج غازیا الی الھند فی البحر فمات فدفن فی جزیرۃ من جزائر البحر سنۃ ستین ومائۃ (۷-۲ ص ۳۶) | وہ غزا کے لیے ہندوستان سمندر مین گئے تو وہین انتقال کیا اور کسی جزیرہ مین ۱۶۰ھ مین دفن ہوے،

ہندوستان مین ایک تابعی؟ ہندوستان مین ایک تابعی کا نام حباب بن فضالہ ملتا ہے، انھون نے رسول اللہ صلعم کے خادم خاص حضرت انس بن مالکؓ کے دیدار سے آنکھین روشن کی تھین، ہندوستان آنے والی فوج مین ان کا نام لکھا گیا، حضرت انسؓ سے جاکر فتوی پوچھا تھا کہ والدین کی اجازت کے بغیر جہاد کے لیے جاسکتا ہون، یا نہین، انھون نے واپس جانے کا مشورہ دیا، معلوم نہین واپس گئے یا ہندوستان آئے،

ہندوستان کے ایک تاجر تبع تابعی اسرائیل بن موسیٰ حضرت امام حسن بصریؒ کے شاگرد تھے، یہ ہندوستان بکثرت آتے جاتے رہتے تھے، اسی لیے نزیلِ ہندان کا لقب ہی ہو گیا تھا، ابن حبان نے ثقات مین لکھا ہے کان یسافر الی الھند «ہندوستان کا (تجارتی) سفر کیا کرتے تھے»،

دوسرا سندھی محدث انلوگون مین جو دوسری ہجری مین حدیث و سیر مین امام تھے، ابو معشر نجیح سندھی بھی ہین، مدینہ جاکر رہے تو مدنی کہلانے لگے، یہ اپنے وقت مین فن مغازی و سیر کے امام تھے، بلکہ اس مختصر فہرست مین ان کا نام داخل ہے، جو مغازی و سیر کے واقعات کو سب سے پہلے قیدِ تحریر مین لائے، ۱۷۰ھ مین وفات پائی، مرتے دم تک زبان سند ... تھی ...

ميزان الاعتدال ذہبی جلد اول صفحہ ... تہذيب التهذيب ابن حجر جلد اول صفحہ ...

اثر باقی تھا، عربی حروف کے مخارج ٹھیک نہین ادا کر سکتے تھے، تاہم شاگردون کا مجمع لگا رہتا [illegible]
پائی تو خود خلیفہ ہارون رشید نو مسلم ہندی محدث کی نماز جنازہ کا امام تھا،

دوسرے بزرگ **رجاء السندی** ہین، جو ایران پہنچکر اسفرائنی کہلائے، فن حدیث مین پر کمال پیدا
کیا کہ مشہور محدث حاکم ان کے حال مین لکھتے ہین، رکن من ارکان الحدیث (یہ حدیث کے ارکان مین سے ایک
رکن ہین) وہ نہ صرف خود بلکہ ان کے خاندان مین اور بہت سے حافظ حدیث پیدا ہوئے، ۲۲۱ھ مین وفات پائی

درۂ خیبر کے راستہ سے پہلا محدث

درۂ خیبر کے راستہ سے یہان مسلمان پانچوین صدی ہجری کی ابتدا مین داخل ہوئے،
سلطان محمود غزنوی نے ۴۱۲ھ مین لاہور فتح کیا، سلطان مسعود کے عہد مین ایک بزرگ شیخ اسمٰعیل لاہور
ہندوستان وارد ہوئے، حدیث و تفسیر کے جامع البحرین تھے، اور بڑے مؤثر البیان تھے، بے شمار آدمی یہان ان کے
ہاتھ پر مسلمان ہوئے، ۴۴۸ھ مین لاہور مین وفات[1] پائی، تاریخ علمائے ہند مین ہے،

"از علمائے محدثین و مفسرین بود، و اول کسے است کہ علم حدیث و تفسیر بہ لاہور آورد"،

دوسرا محدث صغانی

شیخ موصوف کے بعد یہان ڈیڑھ سو برس تک اندھیرا گھپ چھایا رہتا ہے، بالآخر ساتوین صدی
کے شروع مین مشارق الانوار کے مصنف صغانی نے یہان علم حدیث کی روشنی پھیلائی، تاہم یہ روشنی گھر مین کم اور
گھر سے باہر زیادہ پھیلی،

ان کا نام امام حسن بن محمد صاغانی ہے، گو ان کا خاندان ماوراء النہر اور پھر غزنین سے تعلق رکھتا تھا، مگر ان کے
پدر بزرگوار نے ہندوستان مین سکونت اختیار کر لی تھی، وہ ۵۷۷ھ مین لاہور مین پیدا ہوئے، اور ابتدائی تعلیم
اپنے والد سے حاصل کی، پھر یمن و حجاز و عراق مین جا کر علم کی تکمیل کی، اور لغت و حدیث کے امام قرار پائے،
اور بغداد مین بیٹھکر خلیفہ مستنصر باللہ عباسی کے نام سے **مشارق الانوار** نام حدیث کی کتاب تصنیف کی،
اور بھی اس فن کی دوسری کتابین لکھین، ۶۱۵ھ مین بغداد گئے اور خلیفۂ بغداد اور سلطان غزنین و ہند کے درمیان

[1] تاریخ علمائے ہند صفحہ ۲۲۳ و ۱۰۹، نولکشور،

سفارت کا فرض انجام دیا، ۶۵۰ھ مین وفات پائی،

مشارق الانوار مشکوٰۃ کی طرح حدیث کی مختلف کتابون کا مجموعہ ہے، فرق یہ ہے کہ مشکوٰۃ کی ترتیب
فقہی ابواب پر ہے، اور مشارق الانوار کی ترتیب احادیث کے ابتدائی الفاظ پر ہے، یعنی مثلاً من سے شروع
ہونے والی حدیثین، اذا سے شروع ہونے والی، صیغۂ ماضی سے شروع ہونے والی، وغیرہ علمائے محدثین نے
اس کتاب کی بڑی قدر کی، اور بے شمار لوگون نے اس کی شرحین لکھین، اور خود یہ کتاب مدارس کے نصاب مین داخل ہو گئی،

الغرض امام صاغانی غزنوی لاہوری، تنہا محدث ہین، اور مشارق الانوار اس دیار کی تنہا خدمتِ حدیث ہے،
جو اس عرصۂ دراز مین انجام کو پہنچی، لیکن چونکہ امام ممدوح کا تعلق زیادہ ملک عرب و عراق سے رہا، اس لیے ان کا اثر
اس ملک کے علماء پر بہت کم پڑا، اور اگر پڑا بھی تو صرف اسی قدر کہ ان کو اپنے نصابِ تعلیم کے لیے حدیث مین ایک اپنے
ہم وطن کی کتاب مل گئی، اور وہ بدستور اپنے علم دانشمندی و علم دانائی مین مصروف رہے، منطق و فلسفہ اور علم کلام
کے بعد فقہ اور اصولِ فقہ کی تعلیم حاصل کرتے تھے، اور وہ بھی عقلی طریق سے، یہی سبب ہے کہ اصولِ فقہ جیسا ضروری
علم بھی معقولات اور کلامیات کا ایک ضمیمہ ہو کر رہ گیا،

علم دانائی اور دانشمندی اور حدیث سے بے توجہی۔

واقعہ یہ ہے کہ درۂ خیبر سے جو مسلمان قومین وارد ہوئین، وہ ترکستان، خراسان اور
افغانستان سے آئی تھین، گو کہ ترکستان و خراسان تیسری صدی مین علم حدیث کا گہوارہ
تھا، اور امام بخاری، امام مسلم نیشاپوری، امام ترمذی، امام نسائی، ابوداؤد سجستانی، ابن ماجہ قزوینی، انھین اطراف
و دیار کی سرزمین کی خاک سے پیدا ہوئے تھے، مگر عباسی سلطنت کی کمزوری کے بعد جب ان ممالک مین خود مختار غیر عربی
حکومتین قائم ہوئین، یہ ذوق گھٹتا گیا، اور آخر تاتاریون کے سیلاب بلا کے بعد تو ہر جگہ سناٹا چھا گیا، مذہبی علوم کی
ضرورت صرف اس لیے پیش آتی تھی کہ عہد قضا کے ممتاز منصب کو حاصل کیا جائے، اور اس کے لیے صرف فقہ دانی
کی ضرورت تھی، فقہ کو فارسی مین دانش کہہ سکتے ہین، اس لیے علم فقہ کا نام **علم دانائی** اور فقیہ کا دانا اور دانشمند
قرار پایا، چنانچہ اس عہد سے لیکر آج تک ان اطراف مین حدیث و تفسیر کا نہین بلکہ علم دانائی کا رواج ہے، چنانچہ

آج بھی ترکستان، وخراسان وسرحد سے جو طلبہ علم دین کی طلب کے لیے ہندوستان آتے ہیں، وہ صرف نحو کے بعد صرف وغیرہ کے ہو کے ہوتے ہیں، یہی سبب ہے کہ ان ممالک میں فقہ اور فتاوی کی بیشمار کتابیں لکھی گئیں، اور حدیث کی طرف اعتنا اور التفات نہ ہوا،

بہرحال ہندوستان میں درۂ خیبر کے راستہ سے جو علمار وارد ہوئے، وہ اپنے ساتھ جو علم دین یہان لائے وہ صرف فقہ ودانائی کی کتابون کا پشتارہ تھا، کہ اس پر حکومت کے نظام کا مدار، اور وہ ملک کا قانون، اور سلاطین کے تقرب کا ذریعہ تھا، چنانچہ شروع عہد سے اخیر عہد تیموری تک ہندوستان میں فتاوی، اور قانون کے مختلف مجموعے تیار ہوئے، اور جنمین سب سے زیادہ شہرت اور مقبولیت فتاوی عالمگیری کو حاصل ہوئی،

عہد تیموری سے پہلے تک یہان حدیث کا رواج مطلق نہ تھا، چنانچہ تغلق کے عہد تک حدیث میں صرف مشارق **الانوار** طلبہ کے زیر درس تھی، اور جس خوش نصیب کو **مصابیح** ہاتھ آجاتی تھی وہ امام الحدیث سمجھا جاتا تھا، حضرت نظام الدین اولیاؒ نے اسی مشارق کا درس مولانا کمال الدین زاہد دہلوی سے لیا تھا اور انھون نے مولانا برہان الدین بلخی سے لیا اور انھون نے خود مصنف سے،

اس عہد میں اس ملک میں علم حدیث کے ساتھ لوگون کو جو بے اعتنائی تھی، اس کا اندازہ اس واقعہ سے ہو سکتا ہے، سلطان غیاث الدین تغلق کے زمانہ میں، مسئلہ سماع کی تحقیق کے لیے علمار کی ایک مجلس منعقد ہوئی، مناظرہ کے ایک فریق شیخ نظام الدین سلطان الاولیاؒ تھے، اور دوسری طرف تمام علمار تھے، شیخ رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ جب میں کوئی حدیث بیان کرتا تھا تو علمار بڑی جرأت اور بیباکی سے کہتے تھے کہ اس ملک میں حدیث پر فقہی روایت مقدم سمجھی جاتی ہے، اور کبھی یہ کہتے تھے کہ چونکہ اس حدیث سے شافعی نے استدلال کیا ہے، اور وہ ہمارا مخالف ہے، اس لیے ہم اس کو نہیں مانتے، لیکن یہ بھی معلوم ہونا چاہیے کہ اس عظیم الشان مناظرہ میں کونسی حدیث صحیح پیش ہوئی تھی، تا کہ اس عہد کی حدیث دانی کا صحیح اندازہ ہو سکے، مورخ فرشتہ شیخ کے حال میں لکھتا ہے:-

لہ تاریخ علمائے ہند نولکشور صفحہ ۱۰۲،

"قاضی رکن الدین ...... رو بشیخ کردہ گفت اے درویش در باب سرود و سماع چہ حجت داری، شیخ بحدیث نبوی۔ السماع مباح لاھلہٖ متمسک گشت، قاضی گفت ترا بحدیث چہ کار تو مرد مقلدی، روایتے از ابو حنیفہ بیار، تا بمعرض قبول افتد، شیخ گفت سبحان اللہ من حدیث صحیح مصطفوی نقل میکنم وتو ازمن روایت ابو حنیفہ می خواہی، شاید کہ ترا عونت حکومت برین میدارد، زود ازین عہدہ معزول می شوی ...... بادشاہ چون حدیث پیغمبر شنید متفکر شدہ ہیچ نگفت،

سلطان علاء الدین خلجی کے عہد حکومت میں مولانا شمس الدین ترک ایک محدث مصر سے ملتان اس غرض سے آئے تھے کہ ہندوستان میں علم حدیث کو رواج دین، اور اس غرض کے لیے حدیث اور متعلقات حدیث کی چار سو کتابین ساتھ لائے تھے، اور حدیث کی ایک شرح لکھکر بادشاہ کے نام پیش کرنا چاہتے تھے، مگر جب ملتان تک پہنچے تو ان کو معلوم ہوا کہ بادشاہ نماز کا پابند نہیں، اور جمعہ میں نہیں آتا، ان کو اس قدر صدمہ ہوا کہ وہین سے وہ واپس چلے گئے اور بادشاہ کو ایک رسالہ لکھکر بھیجا جس میں لکھا تھا،

"من از مصر خدمت بادشاہ شہر دہلی کردہ بودم وتا از برائے خدا تعالیٰ ومصطفیٰؐ را مذہب علم حدیث در دہلی ثابت کنم ومسلمانان را از عمل کردن روایت دانشمندان بے دیانت برہانم"

(تاریخ فیروز شاہی برنی صفحہ ۲۹۷)

غرض عام طور سے دہلی کے مرکز سے سلطنت کا جتنا حصہ متعلق رہا، وہان نوین صدی ہجری کے بیچ تک علم حدیث سے عموماً بے خبری رہی، اس کی وجہ درحقیقت خدانخواستہ مسلمانون کی اس سے بے اعتنائی نہ تھی، بلکہ تحقیق سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کی بڑی وجہ یہ تھی کہ مصر وعرب اور حج کے سفر کے لیے اندنون خشکی کا راستہ مستعمل تھا، اور لوگ یہان سے افغانستان ترکستان وایران وعراق ہو کر حدود عرب میں داخل ہوتے تھے، یہ راستہ اس قدر دور دراز اور پرخطر تھا کہ بمشکل ہی آمد ورفت ممکن تھی، شاہان دہلی نے اس وقت تک سمندر کے سواحل تک دخل نہیں پایا تھا، اس لیے دہلی کا مرکز علم حدیث

۱ اس فقرہ کو حدیث کہنا شاید فرشتہ کی غلطی ہو، یہ فقرہ امام غزالی نے احیاء العلوم میں بطور فتوی لکھا ہے،

کے سرچشمہ سے بے تعلق تھا،

بہمنیہ اور علم حدیث

بہمنیون نے سب سے پہلے دکن مین اپنی حکومت قائم کی اور سواحل تک ان کا کہین کہین گذر ہو گیا، تو اس فیض کی کچھ چنگاریان نظر آنے لگین، بہمنیون مین سلطان محمود بہمن علم کا بڑا قدردان گذرا ہے، سلاطینِ ہند مین سب سے پہلے اس نے علم حدیث کی اشاعت کی طرف توجہ کی ۸۸۷ھ سے ۹۲۴ھ تک اسکا زمانہ ہے، فرشتہ سلطان کے حال مین لکھتا ہے:-

وجہت محدثانِ اخبار حضرت نبوی صلعم در شہرہاے کلان وظائف مقرر کردہ در تعظیم ایشان میکوشید

سلاطینِ گجرات اور علم حدیث

مگر درحقیقت عرب اور ہندوستان کو ایک کرنے کی سعادت سلاطینِ گجرات کی قسمت مین تھی، مسلمان اس پر پہلی صدی سے لیکر آٹھوین صدی کے وسط تک کئی ناکام حملے کر چکے تھے، آخر علاء الدین خلجی نے ان ناکامیون کو اپنی کامیابی سے بدل دیا، اور اسی کے ساتھ محمد شاہ تغلق کے عہد مین دوسرا گورنر ظفر خان جب وہان پہنچا، تو اس نے مرکز کی کمزوری کو دیکھکر گجرات کی خودمختاری کا منصوبہ کر لیا، اور آخر فیروز شاہ تغلق کے زمانہ مین مظفر شاہ کا خطاب اختیار کر کے گجرات کی مستقل حکومت ۸۱۰ھ مین قائم کر لی، اور ۸۱۳ھ مین وفات پاکر اپنے سعادتمند بیٹے احمد شاہ اول کے لیے جگہ خالی کر دی، یہی وہ خوش نصیب سلطان ہے، جس نے گجرات کو عرب اور ... کے بیچ مین سلسلۃ الذہب بنا دیا، اور اس طرح بحرِ عرب کے دونون کنارے مل گئے، اور بحری راستہ کی آمد و رفت سالون کا راستہ ہفتون مین طے کر دیا، اور انتظام اور پابندی کے ساتھ جہازات آنے جانے لگے، حاجیون کے قافلے سال بسال سلاطین بیجاپور و گجرات کی نگرانی مین سمندر سے جانے لگے، اور اسی راستہ سے علم کے مشتاق عرب کے دیار کا بھی رخ کرنے لگے، اور اس طرح علم حدیث کا تخم عرب سے ہندوستان کو منتقل ہونے لگا، اور ہندوستان کے مختلف شہرون مین زمین اور آب و ہوا کی موافقت سے اس نے برگ و بار پیدا کرنا شروع کیا، بالآخر اکبر نے دو اسلامی حکومتون کا فصل بھی بیچ سے نکال دیا، اور گجرات فتح کر کے دہلی کو سورت اور کنبھایت کے راستہ سے سیدھے مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ سے ملا دیا،

الغرض سفر کی آسانی، اور آمد و رفت کی کثرت نے علماے ہند کو حجازی علوم سے آشنا ہونے کا موقع بہم پہنچایا، ...ت دہلی اور سمندر کے بیچ مین گجرات، بیجاپور، اور مالوہ (منڈو) تین اسلامی ریاستین حائل تھین، اس کے بعد ...نی تھی، چنانچہ بحرِ عرب کے اس کنارہ کی علمی موجین بھی اسی ترتیب سے بحرِ ہند کے اس کنارہ کے سواحل تک بہ ترتیب ...تی تھین،

...ن مین صفویون کے تعصب کا اثر

خوش قسمتی یا بدقسمتی سے ایک قومی و مذہبی سانحہ نے کم از کم ہندوستان کے لیے خیر و سعادت کا ...سامان پیدا کر دیا، اس زمانہ مین ایران مین صفویون نے عروج حاصل کر کے شیعیت کو اپنا سرکاری مذہب قرار دیا، ...فرمانروا...ون کے تعصب نے ایران کے سبزہ زار کو علمائے سنت کے لئے گرم تنور بنا دیا، اہل سنت کے بڑے بڑے علماء ...نے ملک کو خیرباد کہکر عرب اور ہندوستان کی راہ لی،

سب سے پہلے بزرگ جو باہر سے اس تبرک کو سینہ سے لگاکر ہندوستان وارد ہوئے وہ مولانا نورالدین ...محمد شیرازی تھے، یہ غالباً وہ زمانہ تھا جب گجرات مین اسلام کی نئی نئی سلطنت قائم ہوئی تھی، اور احمد شاہ اول ...(۸۱۳ھ) تخت نشین تھا، مولانا نورالدین میر سید شریف جرجانی کے شاگرد تھے، صحیح بخاری کی سند ان کی ...عالی تھی کہ وہ حجاز دمین پہنچی، تو بڑے بڑے محدثین نے اس کو شوق و ذوق اور فخر کے ساتھ حاصل کیا،

ہندوستان مین علم حدیث کا آغاز

علم حدیث کے ہندوستان مین فروغ کا حقیقی زمانہ نوین صدی ہجری کا خاتمہ اور دسوین صدی کا آغاز ہے، یہ وہ عہد تھا جب مصر و شام و حجاز امام الحدیث حافظ محمد بن عبدالرحمن سخاوی (المتوفی ۹۰۲ھ) کے فضل و کمال کا آفتاب نصف النہار پر تھا، اور حافظ موصوف کے فیض و افادہ کی کرنین دنیاے اسلام کے ہر گوشہ ...مین پڑ رہی تھین، مدینہ منورہ مین اگر ان کے کمال نے نور علیٰ نور کا مرتبہ حاصل کیا،

حافظ سخاوی کے تلامذہ

ہندوستان کے مختلف صوبون مین سے سب سے پہلے گجرات نے اپنا طبعی حق پایا یعنی بحرِ عرب کے اس ...کنارہ کی شعاعین سب سے پہلے یہین پڑین اور یہان سے وہ آگرہ کی مسجدون اور مدرسون کے منارون پر جاکر عکس انداز ہوئین،

...النور السافر بحوالہ یادایام مولانا سید عبدالحی مرحوم،

حافظ سخاوی کے تلامذہ میں سب سے پہلے غالباً مولانا راجح بن داؤد گجراتی ہیں، ۸۹۷ھ میں وہ حافظ [illegible]

کے حلقہ میں داخل ہوئے، اور الفیہ حدیث کی سند حاصل کی، اس کے بعد وہ گجرات وارد ہوئے لوگون نے ان

ہاتھون ہاتھ لیا، ۹۰۴ھ میں احمد آباد میں وفات پائی، اس کے بعد مولانا وجیہ الدین محمد مالکی آئے، ان کی [illegible]

ہوئی، سلطان گجرات نے ان کو ملک المحدثین کا خطاب دیا، وہ یہین کے ہو رہے، ۹۲۹ھ مین وفات پائی،

انھین کے ہمعصر مولانا علاء الدین احمد نہروالی (گجرات) ہین، عرب جا کر حافظ ابن فہد، اور نور الدین [illegible]

سے حدیث کی سند حاصل کی، آخر عمر مکہ معظمہ مین گذاری، اور وہین اپنا سلسلۂ درس جاری رکھا، ۹۴۹ھ مین وفات پائی

انھین کے قریب العہد حافظ سخاوی کے دوسرے شاگرد جمال الدین محمد بن عمر حضرمی، مظفر شاہ حلیم سلطان گجرات [illegible]

زمانہ مین آئے، سلطان نے خود زانوے ادب ان کے سامنے تہ کیا، اور اپنا استاد بنایا، احمد آباد (گجرات) مین [illegible]

مین وفات پائی،

دہلی کے مرکز مین پہلا محدث — لیکن وہ اصلی شخصیت جس کے پرتو سے اس سرزمین کے شمالی وجنوبی دونون گوشون کا [illegible]

ہونا مقدر تھا، وہ سید **رفیع الدین** صفوی شیرازی کی ذات والا صفات تھی، یہ معقولات مین محقق دوانی

کے شاگرد تھے، عرب پہنچے اور حدیث کا فیض، حافظ سخاوی سے حاصل کیا، اور شرف سعادت کا یہ سرمایہ [illegible]

گجرات وارد ہوئے، یہ زمانہ دلی مین سلطان سکندر لودی کا تھا، اس قدردان علم کے شہرہ نے سید موصوف [illegible]

بھی گجرات سے دلی کھینچا، سلطان نے حسن اعتقاد کے ساتھ محدث موصوف کا خیر مقدم کیا اور سلطان کی [illegible]

سے ممدوح نے آگرہ مین سکونت اختیار کی اور درس وتدریس کا بازار گرم کیا، مشتاق دور دورے [illegible]

اور اپنی اپنی قسمت کے مطابق متاع خیر وبرکت حاصل کرتے رہے،

غالباً خاص ہندوستان کی تاریخ مین یہ پہلا موقع تھا کہ قال قال رسول اللہ صلعم کے روح پرور [illegible]

نغمون سے اس کے محراب ودر گونج اٹھے، سید موصوف نے ۹۵۴ھ مین وفات پائی، گو انھون نے بقول [illegible]

عبد الحق محدث دہلوی (اخبار الاخیار) لائق اولاد نہین پائی، تاہم بدایونی کی تصریح کے مطابق اپنی چند روحانی [illegible]

وہ یادگار چھوڑی، جنھین قابل ذکر شیخ **ابو الفتح** تھانیسری ہین، یہ غالباً سب سے پہلے ہندوستانی ہین جو محدث [illegible]

لقب سے سرفراز ہوئے ملا بدایونی لکھتے ہین،

علم حدیث در ملازمت سید رفیع الدین محدث درست گردانیدہ (۳-۱۲۹)

شیخ ابو الفتح نے پچاس برس تک آگرہ مین اپنے استاد ہی کے محلہ مین بیٹھکر علوم عقلی ونقلی کا درس دیا، اور بیشمار

[illegible] ان کے دامن تربیت مین پلکر شہرۂ آفاق ہوئے، جنھین ایک خود ملا بدایونی نیز مولانا کمال الدین حسین اور ملا

[illegible] شیخ (زند) کے نامور ہوئے،

ملا [illegible] اکبر کے زمانہ مین آگرہ کے مفتی ہوئے اور ملا بدایونی اکبر کے امام مقرر ہوئے، مولانا کمال الدین

حسین در اصل شیرازی تھے، ان کے باپ مولانا حسن شیرازی صفویون کی دار وگیر سے بھاگ کر شیراز سے مکہ معظمہ چلے

گئے تھے، اور وہان سے سید رفیع الدین محدث کے قافلہ کے ساتھ سکندر لودی کے عہد مین ہندوستان آئے تھے،

مولانا کمال الدین حسین نے بادشاہی تعلق گوارا نہ کیا، اور زہد وعبادت کے سجادہ سے باہر قدم نہین اٹھایا، سید موصوف

کے ایک اور شاگرد سید جلال تھے، اور سید جلال کے شاگرد میر سید محمد امروہی تھے، جو اکبر کے عہد مین ہندوستان

[illegible] میر عدل تھے،

[illegible] بخاری — سید ابو الفتح کے ایک دوسرے معاصر جو ہندوستان زاتھے، سید عبد الاول حسینی تھے، ان کے باپ

جونپور کے قصبہ زیدپور کے رہنے والے تھے، یہان سے دکن چلے گئے تھے، وہین یہ پیدا ہوئے، وہان سے گجرات

پہنچے، اور گجرات سے عرب گئے، اور وہان کے خزانہ سے علم حدیث کے زر وجواہر سینہ مین بھر کر لائے، یہ سب سے

پہلے ہندوستانی عالم ہین جنھون نے صحیح بخاری کی شرح لکھنے کی عزت حاصل کی، فیض الباری نام صحیح بخاری

کی شرح لکھی، اور فیروز آبادی کی سفر السعادۃ کا خلاصہ کیا،[2]

بخاری کا حافظ — مولانا عبد الملک عباسی گجرات کے باشندہ تھے، ایک واسطہ سے حافظ سخاوی کے شاگرد تھے، انقر [illegible]

[1] بدایونی سوم صفحہ ۱۲۹، [2] ایضاً صفحہ ۱۲۶ [3] تاریخ علمائے ہند صفحہ ۸۲ نولکشور [4] یاد ایام مولانا سید عبد الحی مرحوم وتاریخ علمائے ہند صفحہ [illegible]

سنہ [illegible] مین وفات پائی، ان کو صحیح بخاری پوری زبانی یاد تھی، اور اس کے معانی و مطالب کے پورے حافظ [illegible]

اور اسی طرح زبانی یہ صحیح بخاری کا درس[1] دیا کرتے تھے،

حافظ ابن حجر مکی کے تلامذہ | اب وہ زمانہ آیا جب مادی و روحانی دونون سلطنتون مین انقلاب رونما ہو چکا تھا، [illegible]

کے افق پر اب مغل اعظم کے اقبال کا ستارہ چمک رہا تھا، اور عرب مین حافظ سخاوی کے بجائے جن کی وفات [illegible]

پچاس برس گذر چکے تھے اور جنکے تلامذۂ خاص بھی دنیا سے رخصت ہو چکے تھے، اب حافظ ابن حجر مکی [illegible]

محرقہ کے مصنف) کا شہرہ تھا، جو زکریا انصاری، بلقینی، سمہودی، اور ابوالحسن بکری کے شاگرد تھے [illegible]

بادشاہ اکبر کے ابتدائی عہد مین جب بیرم خانخانان امورِ سلطنت کا متکفل تھا، اس نے علوم و فنون [illegible]

دوسرے مشاہیر کے ساتھ، حضرات محدثین کو بھی گجرات سے دلی اور آگرہ آنے کی دعوت دی، ان مین سب

پہلے گھر کی دولت" یاد آئی، یعنی میر سید عبدالاول جونپوری کو باصرار تمام گجرات سے دلی بلوایا، [illegible]

یہین وفات پائی[2]،

میر کے تلامذہ مین ایک شیخ طیب محدث سندھی تھے، جنھون نے گجرات کے قیام کے زمانہ مین شیخ سے [illegible]

پڑھی تھی، اور تقریبًا پچاس برس تک ایلچ پور اور برہان پور مین بیٹھکر اس فن شریف کی خدمت کی؛ [illegible]

اسی عہد مین شیخ عبدالمعطی مکی، جو شیخ الاسلام زین الدین زکریا انصاری کے شاگرد تھے، یہان آئے

اور سنہ [illegible] مین وفات پائی، شیخ الاسلام انصاری کے دوسرے شاگرد جو مصری تھے، شہاب الدین احمد [illegible]

وہ بھی گجرات آئے، اور سنہ ۹۹۲ھ مین وفات پائی، ابوالحسن بکری اور ابن حجر مکی کے تلامذہ شیخ محمد بن عبداللہ [illegible]

المتوفی سنہ ۹۹۲ھ، سید عبداللہ عیدروس المتوفی سنہ ۹۹۰ھ، شیخ سید شافعی حبشی المتوفی سنہ ۹۹۱ھ گجرات وارد [illegible]

ابن حجر مکی کے ایک اور شاگرد شیخ یعقوب صرفی کشمیری ہین، سنہ ۹۰۸ھ مین پیدا ہوئے، علوم عقلی کا درس

مولانا جامیؒ کے شاگرد مولانا محمد شاہ آنی سے لیا، اور حدیث کی سند حافظ ابن حجر مکی سے حاصل کی، یعین عالم [illegible]

[1] یادایام [2] اخبارالاخیار [3] یادایام صفحہ [illegible]

مین ۶۲ برس کی عمر مین سنہ [illegible] مین وفات پائی، تفسیر قرآن مجید (ناتمام) کے علاوہ شرح صحیح بخاری اور مغازی النبوۃ دو

کتابین لکھین[1]، شیخ احمد مجدد الف ثانی نے حدیث کا فیض انہین سے پایا،

اس زمانہ مین کشمیر ایک اور محدث کے وجود سے معزز ہوا، ملا محمد شگرف محدث کشمیری حرمین جا کر ابن حجر مکی کے

شاگرد ہوئے، اور واپس آکر اپنے وطن مین طلبہ کو درس[2] دیا،

کشمیر کے ایک اور نامور محدث کا نام حاجی (شاید حاجی محمد) ہے، ان کے بزرگ ہمدان کے تھے، اور سید علی

ہمدانی کے ساتھ کشمیر آئے تھے، حاجی کی ایک فارسی تصنیف شرح شمائل ترمذی ہے، اس کتاب سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ

چند بار مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کی زیارت سے مشرف ہوئے، اور ابن حجر مکی اور میر کمال الدین محدث صاحب روضۃ الاحباب

کے شاگرد مولانا صادق محدث کے تلمذ سے فیضیاب ہوئے، سنہ [illegible] مین وفات پائی، ان کی شرح شمائل کا نسخہ

پٹنہ کے کتب خانہ مین ہے[3]،

محدث سرہندی | اس عہد کے ایک نامور مولانا عبدالرحمن محدث سرہندی کا نام ملتا ہے، جن کے لیے سب سے بڑا فخر یہ ہے

کہ وہ حضرت مجدد الف ثانیؒ کے استاد الحدیث تھے، اس سے زیادہ کچھ اور حال[4] معلوم نہ ہوا،

ابوالحسن بکری کے تلامذہ | اس عہد مین ایک ذات گرامی مکہ معظمہ مین درس و ارشاد کی مسند پر جلوہ گر نظر آتی ہے، اور جس کے

فیوض کی بارش ہندوستان مین مسلسل معلوم ہوتی ہے، ان کا نام نامی کتابون مین ابوالحسن بکری مرقوم ملتا ہے،

مصر کے رہنے والے، شافعی المذہب اور ابوبکر صدیقؓ کی نسل مین سے تھے۔ مکہ معظمہ مین سکونت پذیر تھے[5]۔

حضرت ابوالحسن بکری اور علامہ ابن حجر ہیتمی مکیؒ دونون معاصر ہین، اس لیے آیندہ سلسلۂ تلمذ ان دونون

بزرگون کے دوہرے تعلقات سے مضبوط و مستحکم نظر آتا ہے،

[1] تحفۃ الفضلا معروف بہ تاریخ علمائے ہند د بدایونی جلد سوم، [2] تاریخ علمائے ہند صفحہ ۸۹، [3] فہرست حدیث فارسی کتبخانہ

پٹنہ جلد نہم فارسی، صفحہ ۱، [4] تاریخ علمائے ہند صفحہ ۱، [illegible]

[5] ابجد العلوم نواب صدیق حسن خان،

ابھی تک ہندوستان مین علوم نبوی کی روشنی چمک کر بجھ بجھ جاتی ہے،

شیخ علی متقی

لیکن دسوین صدی کے بیچ مین یک بیک ہندوستان کی قسمت چمکتی ہے اور اس کے اقبال کا ستارہ پورب کے شہر مین طلوع ہوتا ہے، جسکو شاہجہان کی قدردانی نے "شیراز ما ست" کا خطاب دیا تھا، لیکن شاید اس لیے کہ اس کی نسبت کا فخر ملک کے صرف ایک ہی حصہ کو حاصل نہ ہو، بلکہ ہندوستان کے تینون خطے، پورب، پچھم (پنجاب) اور دکن کو برابر حاصل رہے، اس کو تینون خطون سے برابر کی نسبت عطا کی گئی، ہندوستان کی یہ قسمت بیدار، اور ستارۂ رخشان شیخ علی متقی کی ذات تھی، شیخ کا اصلی اور خاندانی وطن جونپور تھا، **برہانپور** دکن مین ۸۸۵ھ مین پیدا ہوئے، اور وہین شیخ باجن برہانپوری سے بچپن مین بیعت کی، جوانی مین **ملتان** جا کر شیخ حسام الدین متقی سے علم ظاہر و باطن کی تکمیل کی، عجیب اتفاق یہ ہے کہ شیخ کے جسمانی باپ (والد) کا بھی نام حسام الدین تھا اور روحانی باپ (استاد و مرشد) کا نام بھی حسام الدین ہی تھا اور متقی کا مشہور لقب بھی شاید اسی استاد و مرشد کی نسبت سے حاصل ہوا، یہان سے جاذبۂ توفیق نے مرکز کی طرف کھینچا، گجرات ہو کر ۹۵۳ھ مین دیار عرب کی طرف لنگر اٹھایا، اس وقت عمر شریف سرسٹھ برس کی تھی، آج مسلمانون کو اپنے اسلاف کے اس علمی ولولہ و شوق سے عبرت حاصل کرنی چاہیئے کہ سرسٹھ برس کا بڈھا جوانون کا شوق لے کر خشکی و تری کی مصیبتون کو برداشت کر کے علم کی تکمیل کے لیے ملک عرب کا رخ کرتا ہے،

شیخ علی متقی نے عرب پہنچکر، حجاز کے مشہور و معروف اساتذہ اور شیوخ سے چند سال علم ظاہر و باطن کی تکمیل کی، ان شیوخ مین شیخ ابن حجر مکی (صواعق محرقہ کے مصنف) شیخ ابو الحسن بکری، اور محمد بن محمد سخاوی ہیں (محمد بن عبدالرحمن مشہور سخاوی نہین، جو اس سے پچاس برس پہلے ۹۰۲ھ مین مدینہ منورہ مین وفات پا چکے تھے) شیخ نے چند ہی سال مین اپنی فطری استعداد، روحانی ذوق اور ربانی توفیق سے یہ مرتبہ حاصل کر لیا کہ استاد شاگرد اور شاگرد استاد کے مرتبہ مین آگئے، اور ۹۵۷ھ سے ۹۶۰ھ تک حدیث شریف کی وہ دائرۃ المعارف ترتیب دی، جو کنز العمال فی سنن الاقوال والافعال کے نام سے مشہور ہے، اور ساتھ ہی ایک مختصر مجموعہ منتخب العمال کے نام سے بھی لکھا، یہ وہ کتابین ہین جنھون نے امام رزین اور حافظ سیوطی کے مجموعون پر خط نسخ پھیر دیا،

شیخ اس درمیان مین (۹۶۱ھ تک) دو دفعہ ہندوستان (گجرات) آئے اور سلطان محمود گجراتی نے یہ قدردانی کی کہ حقیقت مین اپنی سلطنت لا کر آپ کے قدمون مین ڈالدی، اور آپ کے اور آپکے مدرسہ اور طلبہ کیلیے وظائف کی بہت بڑی رقم مقرر کر دی، ۹۷۵ھ مین شیخ نے ۹۰ برس کے سن مین وفات پائی، لیکن اس حالت مین بھی کہ بدن مین جنبش کی قوت نہ تھی، علمی شوق و ذوق کی جو کیفیت تھی، ان کے فرزند معنوی شاگرد کے شاگرد شیخ عبدالحق محدث دہلوی کے الفاظ مین پڑھو،

"اشتغال وے بہ تتبع سنن و احادیث نبوی صلعم چنان تا آخر حیات بود کہ در آن وقت بمقتضائے عادت بشری جنبیدن ممکن نہ باشد شب و روز بہ تالیف کتب احادیث و تصحیح و مقابلۂ آن مشغول بودے"

شیخ کے آغوش تربیت مین ہندوستان کے متعدد باکمال پلکر جوان ہوئے، شیخ عبدالوہاب متقی منڈوی برہانپوری، شیخ محمد بن طاہر پٹنی (احمد آباد گجرات) شاہ محمد بن فضل اللہ برہانپوری، شیخ عبداللہ و شیخ رحمۃ اللہ سندھی و شیخ برخوردار سندھی،

عبدالوہاب متقی

شیخ عبدالوہاب متقی منڈو (مالوہ) کے رہنے والے تھے، برہان پور مین پیدا ہوئے [illegible] برس تک گجرات و دکن کی سیر اور یہان کے علماء سے استفادہ کر کے عرب گئے، ۹۶۳ھ مین شیخ [illegible] کے حلقۂ صحبت مین داخل ہوئے، اور شیخ کی وفات (۹۷۵ھ) تک بارہ برس متصل جلوت و خلوت مین شیخ کے ہمراہ رہے، شیخ کی تصنیفات کا مسودہ لکھنا اور ان کو صاف کرنا، شاگرد کا کام تھا، [illegible] صحبت نے ان کو بھی کامل کر دیا، یہان تک کہ ان کی وفات کے بعد حرمین محترمین اور مصر و شام و یمن کے علماء نے ان کو شیخ کا جانشین تسلیم کیا، اور شیخ عبدالوہاب، شیخ عبدالوہاب متقی ہو کر مشہور ہوئے،

شیخ عبدالوہاب صرف ایک دفعہ ۹۷۶ھ مین ہندوستان آئے اور پھر اسی سال واپس گئے، ۱۰۰۱ھ مین وفات پائی، تلامذہ اور مستفیدین کا انبوہ کثیر اپنے پیچھے چھوڑا، صحاح ستہ کا درس ان کے حلقہ مین ہوتا تھا،

[1] اس کا تفصیلی حال ظفر الوالہ بمظفر و آلہ صفحہ ۳۱۵، مطبوعہ لندن مین پڑھو، اخبار الاخیار صفحہ ۲۴۲، طبع ہاشمی میرٹھ ۱۲۷۸ھ

اور روز و شب، حدیث کی تدریس یا نادر کتابون کی تصحیح و نقل و مقابلہ کے سوا کوئی کام نہ تھا،

محمد طاہر فتنی | ملا محمد بن طاہر پٹن کے رہنے والے تھے، جو احمد آباد (گجرات) کے پاس اب تک آباد ہے، اسی پٹن کو معرب

کرکے فتن کہتے ہیں جس کی نسبت سے وہ محمد بن طاہر فتنی کہلاتے ہین، بوہرہ تھے، شیخ علی متقی کے ارشد تلامذہ

مین تھے، مکہ معظمہ جاکر یہ فیض حاصل کیا، اور استاد کی زندگی ہی مین دو کتابین تصنیف کین، مجمع البحار لغت حدیث مین

اور مغنی اسماء الرجال مین، ان دونون کتابون مین اپنے استاد کا جس ولولۂ شوق اور غلبۂ محبت کے ساتھ ذکر کیا ہو

اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ شاگرد کے دل مین استاد کی کتنی قدر و منزلت تھی، مجمع البحار گو بظاہر حدیث کا لغت ہو

مگر علمائے محدثین کے اعتراف کے مطابق وہ درحقیقت صحاح ستہ کی شرح ہے، علاوہ ازین تذکرۃ الموضوعات و

قانون الموضوعات وغیرہ کتابین ان کی تالیف ہین،

ہندوستان واپس آکر بوہرہ قوم کو اہل سنت بنانے کے لیے یہ کوشش بلیغ کی کہ اسی راہ مین ۹۸۶ھ مین

دیار پٹن کے قریب قصبہ سارنگپور مین شہادت پائی،

عبد اللہ و شیخ رحمۃ اللہ | شیخ عبد اللہ بن سعد الدین اور شیخ رحمۃ اللہ بن عبد اللہ یہ دونون بزرگوار سندھ کے تھے، ان کے والد مدینہ منورہ

ہجرت کر گئے تھے، شیخ علی متقی کے شاگردان خاص اور خلفاء مین تھے، ۹۷۰ھ کے پس و پیش مین ہندوستان

وارد ہوئے، احمد آباد گجرات مین قیام پذیر ہوئے، اور مشتاقان حدیث کو اپنے درس و افادہ سے سیراب کیا، لیکن

اخیر عمر مین دونون بزرگ ابن چند سال کے فصل سے اپنی ضعف اور پیری کے عالم مین حجاز واپس گئے اور وہین وفات

پائی، شیخ رحمۃ اللہ کے بھائی شیخ حمید سندھی تھے جو تفسیر و حدیث مین ید طولی رکھتے تھے، خان اعظم کوکہ کے ساتھ حجاز

گئے، اور وہان مقتدائے اہل حدیث ہوئے،

شیخ برخوردار سندھی، نے حجاز ہی مین اپنی مسند درس قائم کی، چنانچہ شیخ محمد بن طاہر پٹنی نے ان سے بھی زانوئے ادب

تہ کیا تھا،

شاہ محمد بن فضل اللہ کا آبائی وطن جونپور تھا، احمد آباد گجرات مین پیدا ہوئے، جوان ہو کر مکہ معظمہ چلے گئے،

تقریباً دس برس تک شیخ علی متقی کے حلقۂ درس مین داخل رہے، پھر ہندوستان واپس آکر برہانپور مین سکونت اختیار

کی، اور درس و تدریس کی محفل گرم کی، مسئلۂ وحدۃ الوجود مین التحفۃ المرسلہ الی النبی ایسی اہم کتاب تصنیف کی کہ عرب و

شام کے بڑے بڑے علما شیخ عبد الغنی نابلسی اور شیخ ابراہیم کردی نے اس کی شرحین لکھین، اتباع سنت مین ایسے

کامل تھے کہ نائب رسول اللہ کے لقب سے مشہور ہوئے، برہانپور مین مدرسہ قائم کیا جس مین ہمیشہ فقہ و تفسیر و

حدیث کا درس دیا کرتے تھے، ۱۰۲۹ھ مین وفات پائی،

اسی عہد کے چند اور بزرگوار ذکر کے لائق ہین، ایک سید یاسین گجراتی، جنھون نے ہندوستان کے بعد عرب جاکر

اس فیض کو حاصل کیا، بدایونی دور اکبری کے علماء کے حالات مین لکھتے ہین،

بشرف زیارت حج اسلام مشرف گشتہ و علم حدیث آنجا حاصل کردہ اجازت یافتہ و باز گشتہ بہند آمد،

سید ممدوح نے پنجاب کا خطہ پسند فرمایا، اور لاہور مین اپنے درس کی مسند بچھائی، اس کے بعد سرہند آکر درویش

مجرد ہو گئے،

شیخ بہلول دہلوی | شیخ عبد اللہ اور شیخ رحمۃ اللہ جو گجرات آگئے تھے، شیخ بہلول دہلوی نے گجرات جاکر ان کا دامن

پکڑا، اور حدیث کا درس لیا، اور دلی واپس آکر اس فن شریف کی تعلیم و تدریس مین عمر بسر کردی، ملا بدایونی لکھتے ہین،

علم حدیث را خوب ورزیدہ۔ ۔ ۔ ۔ با اہل دنیا کارے ندارد و بافادہ و افاضۂ طلاب مشغول است،

اس عہد کے دوسرے بزرگ حاجی ابراہیم محدث ہین، عرب جاکر فیوض و برکات سے مالامال آئے، اور آگرہ

مین زہد و ورع کے ساتھ علم حدیث کا درس دیتے تھے، بدایونی مین ہے،

در آگرہ بزہد و ورع و تقوی و درس علوم دینی، خصوصاً علم حدیث قیام داشت، (صفحہ ۱۲۹)

اس فیض و برکت کا اثر یہ تھا کہ وہ اکبر کے عہد حکومت مین دار السلطنت مین بیٹھکر امر معروف اور نہی عن المنکر

کا فرض انجام دیتے تھے، کوئی شاہی منصب قبول نہین کیا، دربار مین جب جاتے تھے آداب شاہی کے مقررہ مراسم و تعظیم

اور کورنش اور تکلفات سے آزاد رہتے تھے، اور وعظ و پند فرماتے تھے،

شیخ عبدالنبی گنگوہی | **شیخ عبدالنبی** گنگوہی بھی اسی دور کے اہل کمال میں ہیں، یہ بزرگ دادا کے ... مشائخ کو معروف ... یعنی حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہیؒ کے پوتے تھے، اکبر کے زمانہ میں پورے ہندوستان کے صدر الصدور ... تھے، پہلے تصوف زمانہ کا رنگ غالب تھا، سماع و غنا سے ذوق تھا، پھر مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کی حاضری کا کئی ... اتفاق ہوا، اور وہاں علم حدیث کا درس حاصل کیا، لوٹ کر آئے، تو وہ کچھ اور ہی چیز ہوگئے، بدایونی میں ہے،

"چند مرتبہ در مکہ معظمہ و مدینہ طیبہ رفتہ علم حدیث را خواند و بعد ازان کہ بازگشتہ آمد از روش آبا و اجداد کرام ... سماع و غنا را منکر بود و بروش محدثین سلوک می نمود و بتقوی و طہارت و نزاہت و عبادت ظاہری اشتغال ... [1]"

اکبر ان کا اس درجہ ادب کرتا تھا کہ اپنے ہاتھ سے ان کے سامنے ان کی جوتیاں سیدھی کرتا تھا، دربار ... جاہ پرست فقہا کے رشک و حسد نے شیخ کی مخالفت شروع کی، اور نتیجہ یہ ہوا کہ دربار شاہی سے پوری جماعت کا ... جاتا رہا، اور ان کی جگہ ملا مبارک ناگوری، اور فیضی اور ابوالفضل نے لے لی،

ملا قاری اور ان کے استاد | اکبری دور کے ایک اور فاضل محدث مولانا میر کلان محدث اکبر آبادی ہیں، ان کا سلسلہ ... عرب کے بجائے عجم سے ہے، یہ میرک شاہ شیرازی کے شاگرد تھے، اور وہ اپنے باپ سید جمال الدین محدث مصنف روضۃ ... کے شاگرد تھے اور عرب جا کر اپنے فضل و کمال کی تکمیل کی تھی اور جمال الدین کو اپنے چچا سید اصیل الدین شیرازی سے تلمذ تھا، ... کے استاد مقرر ہوئے تھے، ۹۸۳ھ میں وفات پائی،

مولانا میر کلان کے شاگرد وہ فاضل یگانہ تھے، جو ملا **علی قاری** کے نام سے مشہور ہیں، ملا علی ... گو رہنے والے ہرات کے تھے، مگر اس زمانہ میں ہرات تیموری ہی سلطنت کا ایک جزو تھا، اور ان کا فضل و کمال بھی ... اساتذۂ ہند کا ممنون احسان ہے، اور ان کی تصنیفات نے بھی یہیں زیادہ تر شہرت حاصل کی، اس لیے یہ محدثین ... ہند کی فہرست سے خارج نہیں ہو سکتے،

---

[1] علماے ہند ص ۲۳ و مآثر الکرام آزاد صفحہ ...

ملا علی قاری کے والد کا نام سلطان محمد تھا، ابتدائی تعلیم وطن میں حاصل کی، مشکوٰۃ مولانا میر کلان سے پڑھی ... سے مکہ معظمہ گئے، اور ابوالحسن بکری، سید زکریا حسینی، ابن حجر مکی ہیتمی، شیخ عبداللہ سندھی، قطب الدین نہروالی ... و الہجرات) کی سے علوم حدیث کی تکمیل کی، ۱۰۱۴ھ میں مکہ معظمہ میں وفات پائی، مرقاۃ شرح مشکوٰۃ، شرح شفائے ... جانی شرح شمائل ترمذی، شرح نخبۃ الفکر (اصول حدیث) شرح ثلاثیات بخاری، تخریج احادیث شرح عقائد نسفی ... نور القاری شرح صحیح بخاری، شرح صحیح مسلم، شرح حصن حصین، شرح اربعین نووی، شرح موطا امام محمد، سند الامام ... شرح مسند الامام (ابی حنیفہ) المصنوع فی معرفۃ الموضوع، تذکرۃ الموضوعات، وغیرہ بے شمار کتابیں اور رسالے ... یادگار چھوڑے،

درس بخاری لاہور میں | تاریخ میں پہلی دفعہ صحیح بخاری کے داخل درس ہونے کا ذکر اسی عہد میں ملتا ہے، مولانا محمد لاہور کے ... مفتی تھے، اور وہ حدیث شریف کا لاہور میں درس دیتے تھے اور تقریباً نوے برس کے سن تک اس بابرکت شغل ... میں وہ مصروف رہے، جب صحیح بخاری اور مشکوٰۃ کا دورہ تمام ہوتا تو اس خوشی میں وہ بہت دھوم دھام سے لوگوں ... کی دعوت کرتے تھے،

شیخ عبدالحق دہلوی | اکبر کے آخری عہد میں وہ بزرگ ہستی نمایاں ہوئی جس نے عہد جہانگیری میں، اپنی جہانگیری کا سکہ ... بٹھا دیا، اور جس نے دہلی کے شاہی دار السلطنت کو ہمیشہ کے لیے علوم دین کا دار السلطنت بنا دیا، اور جس کی نسبت ... اہل علم کا اعتراف ہے،

"اول کسے کہ تخم حدیث در ہند کشت او بود"

گو تاریخ کی روشنی میں بزرگوں کا یہ پرانا مقولہ صحیح نہیں، تاہم معنوی حیثیت سے اس کی سچائی میں کوئی ... شک نہیں، مولانا عبدالحق محدث دہلوی کی ذات وہ ذات ہے جس نے ہندوستان میں رہ کر حدیث کے منبر ... ... کو وقف عام کیا، اور دلپسند محققانہ تصنیفات کے ذریعہ سے علمائے ظاہر و باطن دونوں کی طرفوں سے تحسین ... و آفرین کی داد وصول کی،

شیخ عبدالحق دہلوی نسلاً ترک تھے، ۹۵۸ھ مین دہلی مین پیدائش ہوئی، اپنے والد ماجد سے علوم کی تحصیل کی
پھر مکہ معظمہ جاکر شیخ عبدالوہاب متقی کے حلقۂ درس مین بیٹھے، اور ان سے صحاح ستہ کا درس حاصل کیا، اور ان کے
بھی ہوئے، شیخ کو اپنے استاد اور پیر سے جو عقیدت تھی اس کا اندازہ اخبار الاخیار کے صفحات سے ہو سکتا ہے، شیخ
ہندوستان آکر دہلی مین اقامت اختیار کی، اور تقریباً سو سے زیادہ کتابین تصنیف کین، جنمین سے مشہور مشکوٰۃ کی عربی
شرح لمعات، اور فارسی شرح اشعۃ اللمعات ہے، نیز سیرت نبوی مین مدارج النبوۃ تصنیف کی، اور فیروزآبادی
کی فارسی سفر السعادۃ کی فارسی شرح ایسی لکھی جو حافظ ابن القیم کی زاد المعاد کے لگ بھگ ہے، ۱۰۵۲ھ مین وفات

جوہر ناتھ کشمیری

شیخ کے معاصر کشمیر کے ایک نو مسلم ہندو محدث جوہر ناتھ کشمیری ہین، سلطان قطب الدین کے
مین علوم عقلیہ کی تکمیل کے بعد عرب کی طرف رخ کیا، اور وہان پہنچکر ابن حجر مکی اور ملا علی قاری ہروی سے حدیث
سند حاصل کی، دوشالہ بنتے تھے اور علوم دینیہ کا درس دیتے تھے، کئی نامور شاگرد پیدا ہوئے، ۱۰۲۶ھ مین وفات

سندھی

شیخ محمد قاسم سندھی، سندھ کے رہنے والے تھے، عرب جاکر اس فن مین ایسا کمال حاصل کیا کہ رئیس المحدثین
کہلائے، وہین انتقال کیا [illegible] برہانپور [illegible] آباد ہوئی [illegible] ان کے بیٹے شاہ محمد عیسیٰ جند اللہ [illegible]
بابا فتح محمد برہانپوری، تین نسل تک علوم دینیہ اور علم حدیث کے وارث رہے،

شیخ دہلوی کا سلسلہ

عالمگیر کے زمانہ مین شیخ عبدالحق دہلوی کے لائق فرزندون اور شاگردون کا ایک
با برکت سلسلہ پیدا ہوا، جس نے اس فیض کو جاری کیا، شیخ کے فرزند مولانا نور الحق محدث دہلوی نے باپ
کی علمی وراثت حاصل کی، باپ ہی سے حدیث کا درس حاصل کیا، اور تمام عمر اس فیض کو عام کرنے مین صرف کی، حضرت
خواجہ محمد معصوم سے بیعت کی، صحیح بخاری کی فارسی مین تیسیر القاری نام کئی جلدون مین شرح لکھی، جو ۱۳۰۵ھ مین مطبع
علوی لکھنؤ مین ایک والی ٹونک کے شوق سے چھپ چکی ہے، انھون نے امام مالک کی موطا کی بھی شرح لکھی ہے،
جو ٹینہ کے مشرقی کتبخانہ مین میری نظر سے گذر چکی ہے، صحیح مسلم کی بھی شرح بنام منبع العلم لکھنی شروع کی تھی مگر ناتمام رہی
شاہجہان کے زمانہ مین آگرہ کے قاضی تھے، ۱۰۷۳ھ مین وفات پائی،

ملہ تاریخ علمائے ہند ۲۰۰۰ و اسرار الابرار ۲ تاریخ علمائے ہند ۱۴۰ و اسرار الابرار ملا داؤد مشکاتی قلمی،

شیخ نور الحق دہلوی کے ایک صاحبزادہ حافظ فخر الدین ہین، یہ بھی اپنے باپ کی متروکہ علمی دولت
کے وارث ہوئے، انھون نے فارسی مین اپنے والد کی ناتمام شرح صحیح مسلم موسوم بہ منبع العلم کی تکمیل کی، یہ شرح کتبخانہ
[illegible] مین موجود ہے، نیز حصن حصین کی بھی شرح لکھی،

حافظ فخر الدین کے فرزند شیخ الاسلام ہین، جو محمد شاہ کے زمانہ مین تھے، صحیح بخاری کی فارسی شرح لکھی اور
[illegible] رسالے طرد الاوہام عن اثر الامام الہمام اور کشف الغطا عما لزم للموتی عن الاحیاء لکھے، حدیث اپنے باپ سے
پڑھی، یہ شرح بخاری، تیسیر القاری کے حاشیہ پر شرح شیخ الاسلام کے نام سے چھپی ہے،

شیخ الاسلام کے صاحبزادہ سلام اللہ ہین، انھون نے بھی اپنے باپ ہی کی وراثت علمی پائی، یہ دہلی چھوڑکر رامپور
چلے آئے تھے، اور محدث رامپوری کے نام سے مشہور رہین، انھون نے موطا کی شرح محلّیٰ ۱۲۱۱ھ مین لکھی، نیز صحیح بخاری
[illegible] شمائل ترمذی کا فارسی مین ترجمہ کیا، اور اصول حدیث پر عربی مین ایک رسالہ لکھا، ۱۲۲۹ھ مین وفات پائی،

شیخ عبدالحق محدث دہلوی کا یہ سلسلۂ فیض وہ ہے، جو سلسلۂ نسب کے ساتھ ساتھ چلا ہے، لیکن ایک دوسرا
سلسلہ ہے جو صرف روحانی فیض تک محدود ہے،

شیخ دہلوی کے ایک نامور شاگرد اسی سلسلۂ نقشبندیہ کے ایک اور بزرگ زادہ خواجہ خاوند معین الدین ہین
جو خواجہ خاوند المعروف بحضرت ایشان المتوفی ۱۰۵۲ھ کے فرزند تھے، جو علوم حدیث و تفسیر و فقہ و اصول مین شیخ سے کسب
کمال کیا، اور اپنے والد بزرگوار سے خرقۂ خلافت پایا، کتاب رضوانی ان کی تصنیف ہے،

شیخ دہلوی کے ایک اور نامور شاگرد ملا حیدر کشمیری ہین، پہلے اپنے وطن کے علما ملا جوہر ناتھ، اور بابا قطب الدین
سے علوم کی تحصیل کی، پھر دہلی آکر شیخ کے حلقۂ درس مین داخل ہوئے، اور حدیث و تفسیر و فقہ کی تکمیل کی، اور واپس جاکر
درس و تدریس اور ہدایت و ارشاد مین مصروف ہوئے، والیِ کشمیر نے ہرچند چاہا کہ وہ قضا کا عہدہ قبول کرین، مگر وہ
راضی نہ ہوئے، ۱۰۵۷ھ مین وفات پائی،

لہ [illegible] حنفیہ ۲ تاریخ علمائے ہند ۳ خزینۃ الاصفیا مفتی سرور لاہوری ص ۱۶۲۵ تاریخ علمائے ہند ص ۵۹ و اسرار الابرار ملا داؤد مشکاتی،

ملا حیدر کے شاگرد بابا داؤد مشکاتی کشمیری ہین[1]، علوم عقلیہ کے ساتھ فقہ و حدیث و تفسیر کی تعلیم ان سے حاصل کی

حدیث دانی مین یہ کمال پیدا کیا کہ مشکوٰۃ برزبان یاد تھی، اور اسی مناسبت سے مشکاتی کے لقب سے مشہور ہوئے،

اسرار الابرار کشمیر کے مشائخ اور علماء کے حالات اور ملفوظات مین ان کی ایک تصنیف ہے، اس کا ایک قلمی نسخہ دار

کے کتب خانہ مین ہے، اس مین کہین کہین صحیح بخاری اور احادیث کے حوالے نظر آتے ہین، ۱۰۹۷ھ مین وفات پائی[2]

شیخ عبدالحق دہلوی کے فرزند ملا نور الحق دہلوی کے حلقۂ درس کے ایک نامور فاضل میر سید مبارک محدث

بلگرامی ہین، میر موصوف نے شیخ کے گھر مین رہکر اور ان کے حلقۂ درس مین بیٹھکر علم حدیث مین وہ کمال پیدا کیا کہ آزاد

بلگرامی نے ان کو قطب المحدثین قرار دیا، مآثر الکرام مین ہے،

داز دل تا آخر ایام اقامت دہلی درخانۂ شیخ نور الحق بن شیخ عبدالحق قدس اللہ اسرارہما سکونت ورزید و علم

حدیث ازان جناب اخذ کردہ و درین فن اشرف مہارتے حاصل ہم رسانید و تمام عمر در خدمت کلام نبوی تقا

ساخت و بہ لقب محدث بلند آوازہ گشت، و ہذا راقم درین کتاب بہ قطب المحدثین یاد کردہ،

۱۰۹۲ھ مین سند فراغ حاصل کی، اور بقیہ عمر عام علوم اور خصوصاً علم حدیث کی درس و تدریس مین بسر کی، امر معروف

نہی منکر مین ایسے سخت تھے کہ بڑے بڑے امراء ان کی ڈانٹ سے دب جاتے تھے ۱۱۱۵ھ مین وفات پائی[3]

میر سید مبارک کے تلامذہ مین میر عبدالجلیل بلگرامی سب سے نامور ہوئے، علم حدیث کا نور اس خانوادہ

میر سید مبارک ہی کے مبارک قدم سے جلوہ افروز ہوا، آزاد لکھتے ہین، "علم حدیث از قطب المحدثین میر سید مبارک بلگرامی

میر عبدالجلیل کے فضل و کمال کا ستارہ عالمگیر کے عہد مین طلوع ہوا، اور محمد شاہ کے زمانہ تک درخشان رہا، آخر مین بکر

واقع سندھ مین وقائع نویس تھے، وہان صحیح بخاری کا ایک نسخہ ہاتھ آیا، عہدہ سے برطرفی کے بعد بھی محض اسکی نقل کی خاطر

اور وہان گذارے، ۱۰۷۱ھ مین پیدا ہوئے اور ۱۱۳۸ھ مین وفات پائی،

علامہ میر عبدالجلیل کے آغوش تربیت مین علامہ غلام علی آزاد بلگرامی نے پرورش پائی، حدیث و سیر

[1] تاریخ علماء ہند ص۹۵ و اسرار الابرار ملا داؤد مشکاتی [2] تاریخ علماء ہند ص۶۱ [3] مآثر الکرام جلد اول ص۹۳

امیر عبدالجلیل سے حاصل کی لکھتے ہین،

"دانش حدیث و سیر نبوی و فنون ادب از خدمت قدسی منزلت جدی و استاذی حضرت علامی میر سید

عبدالجلیل بلگرامی اخذ نمود"

۱۱۵۱ھ مین عرب جاکر اس تخم بارآور کی مزید سیرابی کی، اور مولانا حیات سندھی سے صحیح بخاری پڑھی

صحاح ستہ کی اجازت حاصل[1] کی، صحیح بخاری کی ایک ناتمام شرح ضوء الدراری کے نام سے لکھی[2]

ضوء الدراری مصنف کے قلم کا اصلی نسخہ نواب صدیق حسن خان مرحوم نے دیکھا تھا، اس کے مقدمہ

کی چند سطرین نواب صاحب نے اپنی تالیف الحطۃ فی اخبار الصحاح الستہ مین نقل کی ہین، جن سے معلوم ہوتا ہے

کہ مولانا آزاد نے ۱۱۵۱ھ مین جب مدینہ منورہ کا سفر کیا، اور صحیح بخاری کا درس لیا، اور ساتھ ہی علامہ

قسطلانی کی شرح ارشاد الساری نظر سے گذری تو روزانہ سبق کے برابر وہ قسطلانی کی تلخیص کرتے چلے گئے

لیکن اس طرح وہ کتاب الزکوٰۃ سے آگے نہ بڑھ سکے[3]

(باقی)

[1] مآثر الکرام جلد اول ص۱۶۲،

[2] ابجد العلوم نواب صدیق حسن خان،

[3] الحطۃ فی اخبار الصحاح الستہ نواب صدیق حسن خان ص۹۰

ایک تاریخی معمّا

شاہجہان نامہ صادق

(۲)

از سید نجیب اشرف صاحب ندوی،

(۱۵) اورنگ زیب جب اکبرآباد سے داراشکوہ کے تعاقب مین روانہ ہوتا ہے تو وہ

"محمد صادق خان مؤلف بادشاہ نامہ را از خدمت وقائع نویسی اکبرآباد معزول فرمودہ طلب

حضور فرمودند" ص۲-۳۲۱

یہان پر یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ طبقات شاہجہانی مین بھی اس بات کا حوالہ ہے، لیکن کیا کوئی

تاریخ اس واقعہ کی تصدیق کرتی ہے؟

خافی خان، عالمگیر نامہ کا مصنف، صالح کنبو، عاقل خان وغیرہ سب اس معاملہ مین خاموش ہین،

(۱۶) لیکن اس کے بعد ایک اہم ترین بیان ہمارے سامنے مبہم الفاظ مین آتا ہے، اور اس سے ا

کے مصنف کے متعلق اور شکوک پیدا ہوجاتے ہین، اورنگ زیب' داراشکوہ، شجاع، اور مراد سے نجات پاکر نہایت احتشام

جشنِ جلوس منعقد کرتا ہے، اس واقعہ کا حوالہ دیتے اور اسطرح عہد شاہجہان کی تاریخ کو ختم کرنے کے بعد یہ عبارت

"پوشیدہ نماند کہ بندۂ راقم ابوالفضل معموری، محمد امین خان سیالی، و زین العابدین خوافی و محمد جعفر خان منشی دفترخانہ

بادشاہ، از ابتدائے حال شہزادگی تا انقراض سال بست و سہ جلوس و زین العابدین از ابتدائے کوچ از ظفر

بجاپور، در حالت شورش و فساد و دیگر والیان ا... تا انتہائے حال دہ جلوس کہ بعد ازان ممانعت در تحریر وقائع

سلطنت صادر گردیدہ و محمد امین خان و محمد ساقی خوشنویس از ابتدائے توجہ بادشاہ تا انجام حال داراشکوہ

و محمد شجاع، و دو بیت حیات صاحبقران ثانی بقید تحریر کشیدہ اند، اگر از ابتدا، حامد بادشاہ نگار د، طرفہ ... معما

در می افتد، ہرکہ خواہد کہ مفصل اطلاع یابد از تاریخ زین العابدین، و محمد جعفر و منشی کاظم دریافت نماید،"

اس عبارت کے پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ مندرجۂ بالا عبارت ابوالفضل معموری کی لکھی ہوئی ہے، لیکن واقعہ

یہ ہے کہ یہ عبارت ابوالفضل کی کسی صورت سے نہین ہوسکتی، اس عبارت مین منشی کاظم کی تاریخ (عالمگیر نامہ) کے علاوہ

زبان کی صاف تصریح موجود ہے کہ بادشاہ نے دس سال کے بعد تحریر کی ممانعت کردی تھی، اب جس نے بھی یہ عبارت

لکھی ہے، وہ اس عہد تک زندہ تھا، مگر ابوالفضل معموری کو اورنگ زیب کے اولین جلوس کے دن (جمعہ یکم ذی القعدہ

سنہ) نجابت خان نے قتل کردیا تھا، اس لیے یہ عبارت اس کی نہین ہے، محمد امین خان سے میرا خیال ہے کہ منشی کاظم

کا باپ منشی امین، مؤلفِ بادشاہ نامہ مراد ہے، اور اس طرح اگر ہم اس عبارت سے یہ مطلب نکالین کہ منشی امین اور

ابوالفضل معموری نے شاہجہان کے ۲۳ سال کے حالات لکھے تو شاید کچھ مطلب نکل سکے، لیکن "سیالی" کی نسبت غیر مفہوم

سی ہے، زین العابدین خوافی کا حال ہم کو معلوم نہ ہوسکا، مآثر الامراء نے اس کا تو نہین لیکن اس کے ایک باغ

کا جو اس کے نام سے موسوم ہے تذکرہ کیا ہے[۲] عہد اورنگ زیب مین تین اور زین العابدین ہین، لیکن ان مین سے

کوئی بھی خوافی کے نام سے مشہور نہین ہے،

(۱) سید زین العابدین، (مآثر عالمگیر ص۹۲ و ص۲۷۲، ۲۸۲)،

(۲) زین العابدین۔ ابوالحسن کا ملازم (مآثر عالمگیر کلکتہ ص۲۷۳)،

(۳) میر زین العابدین، شہزادۂ اعظم کا ملازم (مآثر عالمگیری ص۲۶۴ خافی خان ص۲۰۱)

لیکن انکی کسی تصنیف کا حال معلوم نہین ہے،

محمد جعفر خان منشی دفترخانہ بادشاہ، اس کا مفصل حال ہم کو معلوم نہین اور نہ اسکی تصنیف کا حال معلوم ہے

[۱] مآثر الامراء جلد ۲ [۲] ایضاً ص۸

البتہ ایک میرزا جعفر پسر زین العابدین پسر آصف خان کا تذکرہ مآثر الامراء مین ہے اور یہ بھی لکھا ہے کہ وہ شاعر تھا اور ۱۰۹۴ھ مین وفات پائی،

محمد ساقی سے میرا خیال ہے، مستعد خان مراد ہے، بہت ممکن ہے کہ اس نے دس سال کے حالات پہلے لکھے ہون اور ان کو دیکھ ہی کر اس کے آقا بختاور خان نے بقیہ چل سالہ حالات لکھنے کی فرمائش کی ہو، جو ۱۱۲۲ھ مین مآثر عالمگیری کے نام سے مکمل ہوئے، لیکن مآثر عالمگیری کے ابتدائی دس سال کے حالات کاظم بیگ کے عالمگیر نامہ کی درا عالمگیر نامہ کا چربہ معلوم ہوتے ہین،

منشی کاظم سے عالمگیر نامہ کا مصنف مراد ہے،

ان تمام حالات کے بعد کسی خاص نتیجہ تک پہنچنا بہت مشکل ہے اور اس کے سوا ہم کچھ نہین کر سکتے کہ یہ عبارت بعد کو کسی نے بڑھا دی ہے، کیونکہ ہم دیکھ چکے ہین کہ جہان جہان عہد شاہجہانی کی تاریخ مین مصنف نے اپنا نام لیا ہے، ان مین سے کسی سے بھی تطابق نہین ہوتا،

اب ہم عہد عالمگیری کے واقعات کا خافی خان کے بیانات سے مقابلہ کرتے ہین:-

(۱۷) بداق بیگ ایرانی سفیر ہندوستان پہنچتا ہے، خلیل اللہ بڑی شان سے اس کی دعوت کرتا ہے، اس سے پہلے بھی عہد شاہجہانی مین کے بھائی ذوالفقار خان نے اسی فیاضی سے سفیر روم کی دعوت کی تھی، اس کے متعلق ہمارا مصنف لکھتا ہے،

"... برادرش ذوالفقار خان نیز در عہد اعلیحضرت ضیافتیکہ در حق برید روم نمودہ بود، مفصل در شاہنامہ محمد صادق و حمیدالدین در شاہجہان نامہ بسلک تالیف کشیدہ، مفصل درج است" ۱۱۲ھ

لیکن خافی خان صرف خلیل اللہ خان کی دعوت کا تذکرہ کر دیتا ہے اور صادق خان یا حمیدالدین وغیرہ کی طرف اشارہ بھی نہین کرتا،

ف ایضاً جلد ۳، له خافی خان جلد ۲ صفحہ ۱۲۶،

(۱۸) اورنگ زیب آسام کو فتح کرنے کے لیے جب فوج بھیجتا ہے تو اس ملک کی حالت لکھتے ہوئے ہمارا مصنف ہم کو بتاتا ہے کہ:-

"اسلام خان ... در عہد اعلیحضرت برائے تنبیہ دگوشمال آن جماعت کمر ہمت بست لیسبب عزل در ہمان ایام کہ مفصل صادق خان در بادشاہ نامہ بسلک تحریر کشیدہ اعلیحضرت وزارت باو مقرر کردند" صفحہ ۱۳

اب خافی خان کا بیان سنئے

"اسلام خان ... در عہد معرفت اعلی حضرت برائے تنبیہ دگوشمال آن جماعت ... کمر ہمت بستہ بود، بسبب عزل کہ در ہمان ایام در طلب حضور نمودہ وزارت باو مقرر فرمودند" صفحہ ۱۳۲ جلد ۲

یہان یہ بات قابل غور ہے کہ خافی خان کے بیان صادق خان کا تذکرہ بیچ سے اڑا دیا گیا ہے،

(۱۹) پونہ مین شائستہ خان پر سیواجی رات کو حملہ کرتا ہے، اس لڑائی مین شائستہ خان کا لڑکا ابوالفتح مارا جاتا ہے، معظم خان میر جملہ کی موت کے بعد یہ دوسرا واقعہ تھا، ہمارا مورخ لکھتا ہے:-

"دیگر از اخبار ناملائم کدورت افزا کہ درین اوان علاوہ ناملائمی مزاج شریف گردید، این است کہ از وقائع دکن خبر شبخون زدن مردم سیواجی بر امیر الامراء اندرون محل و کشتہ شدن ابوالفتح پسر امیر الامراء بعز گردیدن خود بعرض رسید، باعث افسردگی خاطر گردید، چون مرزا صافی (ساقی؟) بر حالات دہ سالہ بادشاہ زمان را مفصل بنوک قلم آوردہ است، فقیر از حسب ضرورت در تحریر بعضے حالات قلم را بتفصیل تحریر رنجہ ندادہ بطور اجمال می پردازد و ہر کہ بتفصیل حالات دہ سالہ منظور باشد بطغان الطایف (؟) احوال در تاریخ عالمگیری و قصص مرزا ساقی (؟) دریافت نماید انچہ زبانی والد خود کہ از ان دکہ او دران ؟) سفر ہمراہ امیر الامراء بود مسموع نمودہ بنوک قلم می دہد" صفحہ ۲۸۰

اب خافی خان کو ملاحظہ فرمایئے بجز توسین کی عبارت کے لفظاً بلفظاً تقریباً وہی ہے:-

دیگر از اخبار کدورت افزا کہ درین آوان علاوہ ناملائمی مزاج شریف گردید، این است کہ از وقائع دکن خبر شبخون

زدن میداں قرد ود، ناگاہ بر امیر الامراء اندرون محل وکشتہ شدن ابوالفتح خان پسر او وزخمی شدن خود امیر الامراء بعرض رسد، تفصیل این اجمال انچہ از والد خود کہ در خدمت امیر الامراء در آن سفر ولیم ہمراہ بود مسموع گردیدہ مجمل می نگارد" جلد ۲ صفحہ ۱۹۲

اب کم از کم ہم کو اس بات میں تو شبہہ نہیں رکھنا چاہیے کہ ہمارا مصنف اور خافی خان دونوں ایک ہی ہیں، لیکن ابھی بہت سے تعجبات سے دوچار ہونا باقی ہے،

(۲۰) گیارھویں سال کے متعلق ہمارا مصنف لکھتا ہے کہ :۔

" اگرچہ بعد انقضائے دہ سال از جلوس بادشاہ عالمگیر احوال حکمرانی عشر ثانی ان خسرو عدد سال بضبط ماہ وسال چنانکہ باید نیافت کہ بقید روز تاریخ بگذارش آرد، لیکن بعضے وقائع حضور وصوبجات انچہ راقم حروف برائے العین مشاہدہ کردہ، از زبان راویان ثقات مسموع نمودہ بلا ذکر سال بطریق اجمال نہایت سنہ نوزدہ از بسیار اندکے بزبان قلم می دہد" صفحہ ۲۰

خافی خان نے اسی مضمون کو ذرہ پھیلا دیا ہے، لیکن اصل الفاظ تقریباً وہی رہے ہیں :۔

" چون بعد انقضائے دہ سال مورخان ممنوع از تسطیر احوال آن بادشاہ . . . . . گشتند، . . . . تاریخ کہ . . . . . بضبط تاریخ و سال و ماہ بتذکار سوانح حکمرانی عشرت ثانی حضرت خلد مکانی تواند پرداخت سررشتہ بدست نتواند آورد، اما . . . . انچہ توانست مقدمات عمدہ لائق تحریر از روئے دفتر وقائع وزبانی راویان ثقہ . . . . وانچہ خود برائے العین مشاہدہ نمودہ . . . . . بقید قلم در آورد" جلد ۲ صفحہ ۲۱۱

اب اسی کے ساتھ ایک عجیب ترانہ اور سنیئے کہ اسی سال ہی اورنگ زیب نے موسیقی کو دربار میں ممنوع قرار دیا، اور جیسا کہ مشہور ہے ارباب فن نے اس کا جنازہ نکالا تھا، ہمارا مورخ اس کے متعلق لکھتا ہے :۔

" روزے این مؤلف برائے دستخط کنانیدن سوار شدہ بجانب می آمد دیدم کہ در کوچہ و بازار ازدہام وانبوہ شدہ غوغائے عظیم است دیدم کہ جمعے از قوالان و دیگر اہل نغمہ اتفاق نمودہ جنازہ ساختہ بگل بسیار و دیگر

لوازم کہ خصوص بمردہ دارد انداختہ برکمال آرائش وازدہام بشہرت تمام انکہ راگ مردہ است، او را بردہ دفن می سازیم، از زیر جھروکہ کہ نشیمن بادشاہ بود، گذرانندہ وبعد عرض فرمودند کہ چنان دفن نمایند کہ باز صدائے بر نیاید" صفحہ ۲-۲۶۱

اس عبارت سے معلوم ہوگا کہ ہمارا مصنف اس کا عینی شاہد ہے، لیکن خافی خان اس کو بطور غیر مصدقہ روایت بیان کرتا ہے :۔

" گویند روزے جمعے از کلاونتان و قوالان با ازدحام وغوغائے تمام فراہم آمدہ وجنازہ با شان تمام ترتیب دادہ پیش وپس جنازہ نوحہ کنان از پائے جھروکہ درشن گذشتند بعد عرض کہ از کیفیت جنازہ استفسار فرمودند، کلاونتان التماس نمودند کہ راگ مردہ می بریم کہ مدفون سازیم فرمودند، کہ چنان بخاک بسپارند کہ باز صدا وندا از و بر نیاید" جلد ۲ صفحہ ۲۱۳،

اب اس سے کم از کم اتنا ضرور معلوم ہوتا ہے کہ دونوں مصنف دو ہیں،

(۲۱) مشہور ہے کہ جب سیوا شاہی حراست سے بھاگا ہے تو اناوہ کے فوجدار نے اسے گرفتار کر لیا تھا، لیکن اس نے دو قیمتی پتھر رشوت دیکر جان بچائی، ہمارا مصنف ان پتھروں کے متعلق لکھتا ہے :۔

" زبانی سیوا محمد تقی شنیدہ بود، نقل می نمود کہ گفت کہ الماس شفاف بے جرم بوزن چہل ہفتاد سرخ بقیمت ہفتاد ہزار روپیہ بود" صفحہ ۴۷۵

اس خاص روایت کا خافی خان کے یہاں کوئی تذکرہ نہیں ہے، لیکن اس کے بعد ایک طبیب کا واقعہ دونوں نے لکھا ہے، ہمارے مصنف کے الفاظ یہ ہیں،

" چنانچہ نتھا نام برہمن ساکن بندر سورت کہ در طبابت دست تمام داشت از و مسموع نمودہ" صفحہ ۵۰۴

خافی خان کا بیان ہے :۔

" مدادائے کہ بمحرر سوانح در بندر سورت بود با نتھا نام زنار دار طبیب پیشہ نقل می نمود" جلد ۲ صفحہ ۲۱۹

اب کیا اس مین کوئی شک رہتا ہے کہ دونون عبارتین ایک ہی شخص کی ہین، اور دوسرا بیان نقش اول کا نقش ثانی ہے،

(۲۲) جعفر خان کے متعلق ایک روایت کے متعلق ہمارا مصنف ہم کو بتاتا ہے کہ:۔

"قاضی ابوالفتح نام قاضی دھار صوبہ مالوا کہ از مستعدان وصاحب کمالان نیک نام آن عہد بود از زبان او سواد اوراق شنیدہ" صفحہ ۴۸۶،

اب خافی خان کا بھی بجنسہٖ یہی بیان ہے:۔

"قاضی ابوالفتح نام قاضی دھار صوبہ مالوا کہ از مستعدان وصاحب کمالان نیک نام ومتدین واقعی آن عہد بود از زبان او سواد اوراق شنیدہ، جلد ۲ صفحہ ۲۳۵،

یہان پر بھی آپ کو تسلیم کرنا پڑیگا کہ دونون ایک ہی شخص کی لکھی ہوئی ہین،

(۲۳) افغانون اور آغر خان کے درمیان جو جنگ ہوئی ہے اس کے متعلق ہمارا مصنف لکھتا ہے:۔

"زبانی محمد یار خان جمعدار توپخانہ کہ دران عرصہ کارزار بود مسموع نمودہ ام کہ غریب جنگے رو داد کہ درین عرصہ از ابتدائے عہد صاحبقران تا انتہائے سال نوزدہم کہ قریب چہل وپنجاہ جنگ دیدہ ام، چنین جنگ ندیدم" صفحہ ۴۹۵-۴۹۶

آپ کا خیال ہوگا کہ خافی خان بھی یہی الفاظ دہرادیگا، لیکن نہین وہ لکھتا ہے،

"از راویان راست گفتار کہ دران عرصہ کارزار بودند مسموع گشتہ ...." جلد ۲ صفحہ ۲۴۶

(۲۴) تہور خان کے متعلق ہمارے مصنف کی روایت ہے،

"از زبانی خواجہ مکارم کہ بعدہٗ بجان نثار خان مخاطب گشتہ راقم حروف شنیدہ کہ" صفحہ ۵۱۵

خافی خان یہان بھی ہمارے مصنف کا ہمنوا ہے،

"از زبانی خواجہ مکارم کہ بعدہٗ بجان نثار خان مخاطب گشتہ بود واز معمران کہن سال گفتہ می شد،

راقم حروف شنیدہ کہ" جلد ۲ صفحہ ۲۶۸

اب تو آپ کو یقین ہوگیا ہوگا کہ یہ دونون ایک ہی شخص کے بیانات ہین،

(۲۵) ۲۵ سنہ اور ۲۶ سنہ کے حالات مین دونون کتابون مین ترتیب واقعات مین کچھ اختلافات ہے، ہمارا مصنف ربیع الاول ۲۵ سنہ جلوس کے حالات مین لکھتا ہے کہ:۔

"واین مؤلف رابخدمت وقائع نویسی دار السرور برہان پور ضمیمہ خدمت دیوانی ممتاز فرمودند"

لیکن خافی خان اس قسم کا کوئی دعویٰ نہین کرتا، بلکہ وہ ۲۶ سنہ جلوس کے حالات کے ماتحت مرہٹون پر شہاب الدین خان کی زیر کمان جو حملہ ہوا تھا اس مین اپنی شرکت کا اظہار کرتا ہے کہ:۔

"محرر سوانح از جملہ متعینۂ آن فوج بود" جلد ۲ صفحہ ۲۸۲،

(۲۶) ہمارا مورخ طاعون کا ذکر کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ:۔

"ودر جوار محرر اوراق ضعیفۂ بدین بلا مبتلا گردید" صفحہ ۵۲۹

لیکن خافی خان نے اس طاعون ہی کا کوئی تذکرہ نہین کیا ہے،

(۲۷) ۲۸ سنہ کے حالات کی ابتدا مین خافی خان لکھتا ہے:۔

"اگرچہ محرر اوراق را بر سوانح این دو سہ سال کماہی اطلاع حاصل نشدہ کہ قابل تحریر داند واز جائے دیگر نیز مسودۂ تسطیر احوال این ایام بنظر نیامدہ . . . . اما آنچہ از زبان راویان ثقہ مسموع گردیدہ

دبسبب تعیینات بودن برادر ی غفران پناہ محمد مراد خان . . . . بزبان قلم میدہد" جلد ۲ صفحہ ۲۹۰

لیکن ہمارا مصنف اس قسم کے کسی فقدان کا ذکر نہین کرتا صفحہ ۵۳۱،

(۲۸) اورنگ زیب نے میرزا محمد کو ابوالحسن تاناشاہ کے پاس روانہ کیا تھا، اس نے آکر وہان کے حالات ہمارے مصنف سے بیان کئے

"بعد مراجعت مرزا محمد، محرر اوراق بزبان او آنچہ شنیدہ نقل می نماید" صفحہ ۵۳۵

خافی خان کا بھی یہی بیان ہے :۔

"محرر اوراق ۔ این مذکور (کوائف سفارت میرزا محمد) را مکرر از زبان میرزا محمد کرزد خود و محمد مراد خان نقل می نمود شنیدہ" جلد ۲ صفحہ ۲۹۵ ،

یہان پر بھی ہم کو دونون کا مصنف ایک ہی شخص نظر آتا ہے ،

(۲۹) شاہ عالم نے ابوالحسن سے جو سازش کر رکھی تھی اس کے شرکار کی فہرست دیتے ہوئے ہمارا مصنف ہم کو بتاتا ہے کہ :۔

"از انجملہ مومن خان نجم ثانی، و محمد صادق وقائع نگار مؤلف شاہ نامہ و بندرابن دیوان شاہ عالم و سید عبداللہ بارہ باشند" صفحہ ۵۶۹

خافی خان بھی یہی نام دیتا ہے ،

"مومن خان نجم ثانی، و سید عبداللہ خان بارہہ، و بندرابن، دیوان شاہ (عالم) و محمد صادق باشند" جلد ۲ صفحہ ۳۲۱ ،

یہان یہ بات قابلِ لحاظ ہے کہ بادشاہ یا شاہ نامہ کا مصنف زندہ ہے ،

پس وہ صادق خان جو ہم زمانہ (۱۰۲۲ھ) کے وقت وقائع نگار تھا اور پھر (۱۰۳۰ھ) میں بخشی ہوا تھا نہین ہو کہ وہ شاہجہان کے چھٹے سال ہی مر گیا تھا، یہ کوئی دوسرا محمد صادق ہے، دوسرے یہان پر یہ حقیقت بھی قابلِ غور ہے کہ خافی خان نے متعدد مرتبہ محمد صادق اور اس کے شاہنامہ یا بادشاہ نامہ کا حوالہ دیا ہے، لیکن ہمارے مصنف نے کبھی بھی اس کا حوالہ نہین دیا، اس کی دو وجہین ہو سکتی ہین یا تو یہ بھی خافی خان ہی کی ہے، یا پھر یہ کتاب خافی خان سے پہلے کی ہے،

(۳۰) محمد مراد خان کا ذکر کرتے ہوئے ہمارا مصنف ہم کو بتاتا ہے کہ :۔

"چون محرر اوراق مدت ہمراہ محمد مراد بعہدۂ وقائع نویسی متعلق بود بر وضع و اطوار او محرمیت تمام داشت" صفحہ ۶۱۱

خافی خان نے ایک جگہ جیسا کہ ہم دیکھ چکے ہین اس کو "برادری" محمد مراد کے نام سے یاد کیا ہے، لیکن یہان پر اس رشتہ کا اور نہ ملازمت کا تذکرہ کرتا ہے بلکہ صرف اس قدر لکھتا ہے کہ :۔

"چون محرر اوراق مدت ہمراہ محمد مراد خان بود و بر وضع و اطوار او محرمیت تمام داشت" جلد ۲ صفحہ ۴۷۵

(۳۱) اورنگ زیب کے وفادار ملازمون کے حالات لکھتے ہوئے ہمارا مصنف اپنے ذاتی معلومات کا حوالہ دیتا ہے ،

"ہر چند تعداد آنہا نمی تواند پرداخت، لاکن چندین مشہور ماندہ و محرر اوراق بر احوال آنہا اطلاع دارد" صفحہ ۲۴۲

خافی خان اپنی کتاب مین لکھتا ہے ،

"ہر چند تعداد ہمہ آنہا نمی توان پرداخت، اما چندے کہ مشہور ماندہ و سوانح بر احوال آنہا اطلاع دارد بر زبان خامہ می دہد" جلد ۲ صفحہ ۳۷۶ ،

(۳۲) "در این ایام این مؤلف را کہ از خدمت داروغگیٔ بیوتات کہ سی سال نمودہ تغیر فرمودہ بعہدۂ میر بحری سرفرازی بخشیدند" صفحہ ۶۲۵ ،

ناظرین اس کے پڑھنے کے بعد ایک مرتبہ پھر اپنی رائے بدلنے پر مجبور ہون گے کہ کہان غریب خافی خان کہان تیس سال کی مسلسل داروغگیٔ بیوتات، اور پھر کہان میر بحری، لیکن ناظرین کو یہ سنکر حیرت ہو گی کہ خافی خان نے صرف اس واقعہ کو حذف کیا ہے، ورنہ باقی تمام واقعات دونون مین بجنسہ درج ہین ،

(۳۳) "از زبان محمد بخش خان خلف الصدق مخلص خان بخشی شنیدہ ام کہ متوسلان اینجانب دو لک روپیہ نقد و مرصع آلات کہ از آن نیز لک روپیہ می تواند شد از ملاحظۂ دزدی زیر خاک مدفون نمودہ بودند" صفحہ ۶۵۰ ،

خافی خان

"از زبانی راوی ثقہ مسموع گردیدہ کہ نادریا ..... بعضے از متوسلان مخلص خان بخشی ..

قریب لک روپیہ از نقد و زیور از ملاحظۂ دزدی زیر خاک مدفون ساختہ بودند؛ جلد ۲ صفحہ ۲۵۲

(۳۴) بادشاہی فوج پر گولیوں کی بارش پر ہمارا مصنف لکھتا ہے کہ:۔

"دران حال کہ نشانہاے محمد مراد خان بنظر مردم لشکر در آمد چنان شور و غوغاے در لشکر پیچید کہ صداے آن بگوش بادشاہ کہ در تسبیح خانہ بودند رسید، استفسار فرمودند، درین ضمن نظر خواجہ سرایان کہ در خدمت حاضر بودند، این مؤلف کہ براے دستخط کنانیدن چند افرادہاے بیوتات در روزنامہ حاضر بود بر آن نشانہا افتاد" صفحہ ۴۶،

خافی خان

"دران حال نشانہائے محمد مراد خان بنظر مردم لشکر در آمد چنان شور و غوغاے آفرین آفرین در لشکر پیچید کہ صداے آن بگوش حضرت خلد مکان کہ در تسبیح خانہ بودند رسید و استفسار سبب آن فرمودند درین ضمن نظر خواجہ سرایان کہ در خدمت حاضر بودند بر آن نشانہا افتاد"

یہان بھی خافی خان نے اپنی موجودگی کا کوئی تذکرہ نہیں کیا ہے اور ہمارے مصنف نے کیا ہے، لیکن آپ کو یاد ہوگا کہ اس سے چند ورق پہلے ہی ہمارا مصنف کہہ چکا ہے کہ اسے داروغگی بیوتات کی تیس سال کی مسلسل [illegible] کے بعد برطرفی ملی، لیکن یہان ہم اس کو پھر افرادہائے بیوتات در روزنامہ ہی پر دستخط کراتے دیکھتے ہین، یا للعجب [illegible]

(۳۵) عہد شاہجہانی کے حصہ مین مصنف نے دو جگہ اپنے ایک چچا کا ذکر کیا ہے،

(۱) اس کا چچا بھی خانجہان لودی کے مقابلہ مین لڑنے والون مین تھا، چنانچہ شاہجہان کے حکم سے دوسرے سردارون کے ساتھ آتا ہے،

"بعدہ کہ خبر آمدن . . . . میر محمد خان عموئی این مؤلف . . . . بعرض رسید براے آوردن دیگران تاکید بہ تہدید وعدہ و وعید نمودہ اندرون محل تشریف بردند" صفحہ ۲۴،

خافی خان نام نہیں دیتا بلکہ صرف ان سوارون کی آمد کی اطلاع،

"تا رسیدن خبر . . . . . برآمدن محمد رضا بہادر و میر آتش وغیرہ ہفت ہشت امیر و دو سہ راجہ مرخص گردیدہ براے برآمدن دیگران تاکید و تہدید و وعدہ و وعید آمیز نمودہ اندرون محل تشریف بردند" جلد ۱ صفحہ ۴۱۲،

اب سوال یہ ہے کہ یہ میر محمد خان کون ہے؟ لیکن اس کا فیصلہ کرنے سے پہلے دوسری جگہ اسی شخص کا [illegible] بھی سن لینا چاہیے،

(۲) ایران کا سفیر آتا ہے اور اس لیے بادشاہ ہند

"میر خان عموی مؤلف را کہ خدمت میر تزکی داشت براے استقبال فرستادہ طلبیدند" صفحہ ۱۲۵۱

خافی خان

"میر خان میر توزک را باستقبال فرستادہ طلبیدند" جلد ۱ صفحہ ۵۶۱

سرکاری بیان یہ ہے:۔

"میر خان میر توزک حکم شد کہ تا بہشت آباد استقبال نمودہ باستان معلی رساند" عبد الحمید جلد ۲ صفحہ ۹۳

اب ہم کو بہت صاف طور سے معلوم ہو گیا کہ مصنف کا چچا میر خان میر توزک ہے، مآثر الامراء نے اس کا جو [illegible] دیا ہے، اس سے کچھ پتہ نہیں چلتا کہ وہ کس کا لڑکا ہے، لیکن خود ہمارے مصنف نے جہان میر خان کے قتل ہو[نے کا] ذکر کیا ہے، وہان اگرچہ وہ لکھتا ہے کہ:۔

"این مؤلف از مکرمت خان داروغہ عمارات در یک گوشہ دیوانخانہ مشغول بسخنان . . . . بودیم" صفحہ ۱۷۱

لیکن جب امر سنگھ کی لاش کو

"میر خان میر تزک و ملوک چند مشرف دولت خانہ . . . . . برداشتہ بیرون آوردند" صفحہ ۱۷۱

اور لڑائی ہوئی تو یہی میر تزک یعنی

"میر خان پسر صلابت خان زخم کاری برداشت" صفحہ ۱۸۰

یہان پر ہمارے مصنف نے اپنے رشتہ کا مطلق ذکر نہین کیا، اور اس کے ساتھ میرخان کو [illegible]
صلابت خان کا لڑکا بنا دیا ہے، اس لیے کہ جس وقت صلابت خان مارا گیا ہے، اس وقت اس کا صر[illegible]
ایک لڑکا محمد مراد چہار سال کا تھا، بفرض محال اگر یہ مان بھی لیا جائے کہ میرخان بھی صلابت خان کا بیٹا [illegible]
تو پھر اس کا شجرۂ نسب یہ ہوگا،

آقا طاہر وصلی
- صادق خان (مفروضہ اول مورخ)
  - سلیمہ
    - ذوالفقار خان
  - بہرام خان
    - عزیز الدین (المخاطب بہ بہرہ مند خان)
    - شرف الدین
  - مرحمت خان (بخشی احدیان)
  - صلابت خان
    - میرخان (عم مصنف)
    - محمد مراد اقتدار خان
  - جعفرخان وزیر
    - کامگار خان
    - نادر [illegible]
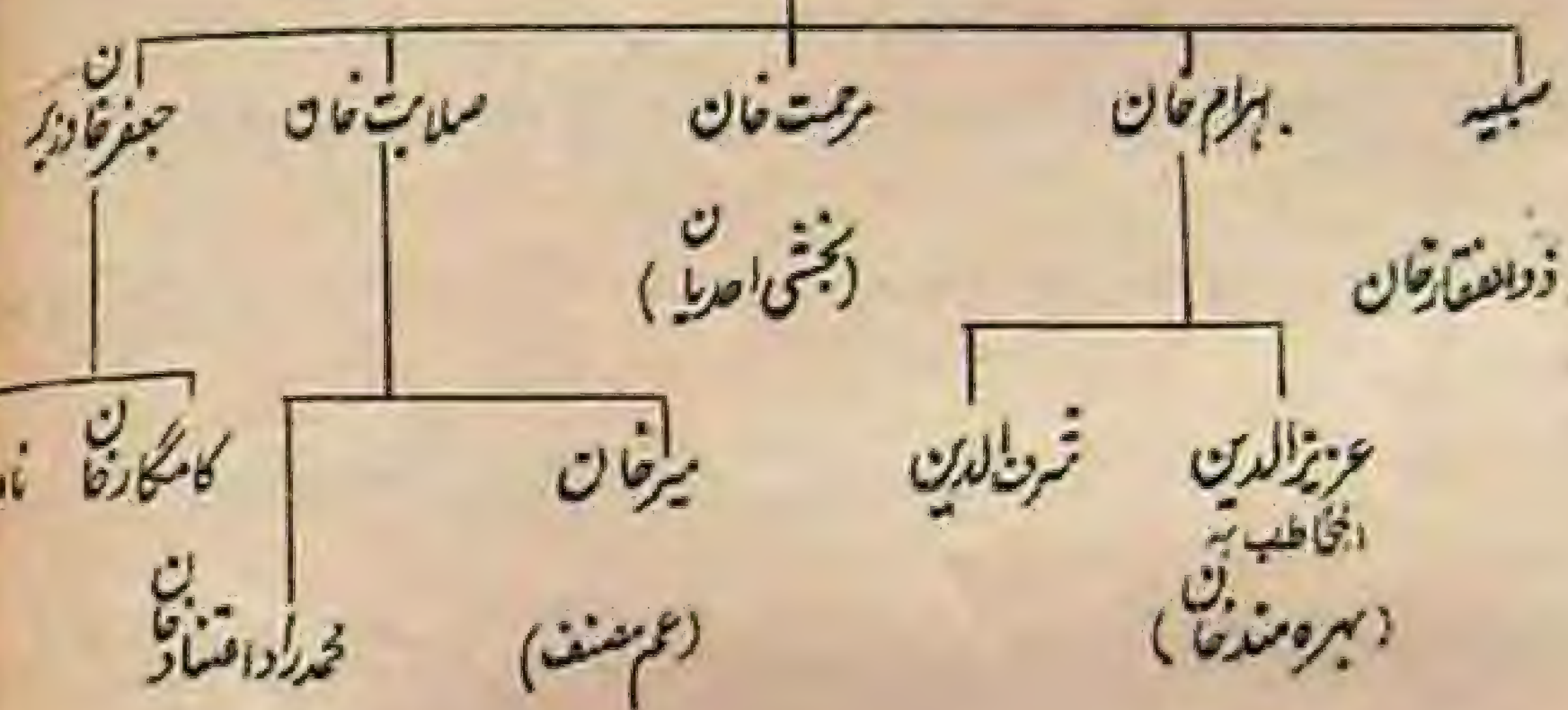
اس کے ساتھ یہ بھی ذہن نشین رہے کہ مصنف نے جعفرخان وزیر کو بھی اپنا چچا لکھا ہے، اس لیے [illegible]
اس کو صحیح تسلیم کرلیا جائے تو اس کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ ہمارا مصنف، چچا (جعفرخان) اور بھتیجا (میرخان) [illegible]
کا بھتیجا ہے، اور یہ بالکل ناممکن ہے ؛

(۳۶) اسی طرح ہمارے مصنف نے شیواجی کے باپ ساہوجی بھونسلہ کا ابتدائی تذکرہ کرتے ہوئے لکھا ہے [illegible]
"درین آوان ساہو بھونسلہ پدر سیواے جہنمی کہ داماد جادو راے نظام الملکی کرشمہ از حال او.... گذشتہ [illegible]"
اب یہ شاہجہان کے تیسرے سال کا حال ہے اور اس وقت تک شاید شیواجی کے خاندان سے باہر [illegible]
اس سے واقف بھی نہ ہوئے ہونگے، کیونکہ اس وقت اس کی عمر ۱۱ یا ۱۲ سال سے زاید نہ تھی، اس کے علاوہ عہد شاہجہانی [illegible]
مین اس نے کوئی اہمیت بھی اختیار نہین کی تھی، اس لیے یہ یقینی ہے کہ اس کا مصنف اورنگ زیب یا اس کے [illegible]

ل مآثر الامرا جلد دوم صفحہ ۴۳۲،

[illegible] کا آدمی ہو، حتی کہ اس موقع پر خافی خان خود صرف ساہوجی پدر سیوا لکھنے پر اکتفا کرتا ہے،
اب ایک چیز اور رہ گئی ہے اور خافی خان اور اس کتاب کی عبارتون کا مقابلہ ہے، ریو صاحب کا خیال
[illegible] کہ عہد اورنگ زیب والا اضافہ خافی خان کا ہے، لیکن میرا دعوی ہے کہ پوری کتاب یکسان ہے، صرف نقش
[illegible] نقش ثانی کا فرق ہے، اس لیے دونون کتابون کی ابتدا کی تھوڑی سی عبارتین بھی نقل کردیجاتی ہین،

ہمارا مصنف	خافی خان
[illegible] بودن بکشمیر مرض دائمی رو بشدت آورد و صحت بدن [illegible] مزاج مبدل گردید روز بروز کسل طبیعت می افزود [illegible] علاج سود مندنمی افتاد واز سواری اسپ و فیل کہ [illegible] مرغوب طبع بود باز ماندند واز ہمہ ماکولات ومشروبات [illegible] افیون کہ رفیق چہل سال بود وطبع نفرت گزیدہ وسوائے [illegible] شراب بہ ہیچ چیز خواہش نمی شد، عث[2]	بعد رسیدن بکشمیر مرض دائمی او بشدت آمدہ وصحت بدن بانحراف مزاج مبدل گردیدہ روز بروز کسل طبیع می افزود وعلاج حکمائے حاذق سود نمی بخشید ومرض باشتداد کشید واز سواری فیل و اسپ کہ بسیار رغبت داشتہ باشند۔ . . . واز ہمہ ماکولات ومشروبات حتی افیون کہ رفیق سالہا بود وطبع نفرت کشید وسوائے چند پیالہ شراب بہیچ چیز خواہش نہ شد[1] جلد اول صفحہ ۳۸۸
[illegible] منزلت مساجد عظیمہ بنام نامی سلطان زمین وزمان گشتہ وزر سرخ وسفید [illegible] این برگزیدۂ زمین وزمان بہم رسانیدو از [illegible] این نوید فرحت افزا سراپا مسرت جان تازہ در [illegible] ساکنان بحر وبر عرصۂ وسعت ہندوستان بہشت [illegible] دمیدن گرفت و تا ہید غلغلہ طرف وشادی بہ آسمان [illegible] دعا لے ازین فرحت وانبساط از سرخ وسفید [illegible] کشید کہ نہ دید و نشنید ہ	از سر نو منابر فلک منزلت مساجد بخطبہ نام نامی سامعہ افروز جہانیان گشتہ وزر سرخ وسفید روی تازہ از اسم شریف خاقان زمین وزمان بہم رسانید واز تہنیت این نوید فرحت افزا، سراپا رسید نسیم مسرت وخوشی جان تازہ در قالب ساکنان بحر وبر عرصہ پر وسعت ہندوستان بہشت نشان دمیدن گرفت ہ خسرو گیتی ستان جمشید ثانی

ہمارا مصنف	خانی خان
شہ گیتی ستان جمشید ثانی	سرافرازی دہ تاج کیانی
سرافرازی دہ تاج کیانی	خداخوانده ازان شاہ جہانش
خداخوانده ازان شاہ جہانش	مسخرشد زمین و آسمانش
مسخرشد زمین و آسمانش	از طنطنۂ کوس شادی عدو مال بیلےزوال و بر خو...
از طنطنۂ کوس شادی دولت بے زوال د	رامشگران زہرہ مثال ونغمہ پردازی مغنیان مہ...
برقص آمدن مغنیان زہرہ مثال ونغمہ پردازی سرود سرایان	کہ چون طاؤس سان بہشت عنبر سرشت بجلوۂ خرامیدن
بار بہ تمثال زمین و آسمان لبریز بادۂ عیش ونشاط گردیدہ	آمدند از مین وزمان لبریز عیش ونشاط گردیدہ
ازان جشن فرح بخش و طرب خیز	وزان جشن فرح بخش و طرب خیز
ہمانا شد زمین از عیش لبریز	ہمانا ن شد زمین از عیش لب ریز
جہان آن روز داد خرمی داد	زتنہا ساز عشرت شد طرب ساز
بادر گوی آن دم خورمی زاد	کہ برگ عیش عالم شد خدا ساز
ص ۵۵	جہان امروز داد خرمی داد
	نما در گوی آن دم خرمی زاد
	ص ۶-۳۹۵

آپ نے ابتدا مین پڑھا ہوگا کہ یہ کتاب محمد صادق خان میر بخشی کی ہے، لیکن ہمارا مصنف اس کی موت کو ان الفاظ مین لکھتا ہے :-

"درین سال صادق خان میر بخشی و دیعت حیات سپردہ" ص ۹۵

جب یہ ثابت ہوگیا کہ یہ کتاب صادق خان میر بخشی کی نہین ہے تو پھر یہ کسکی ہو سکتی ہے، میرا پہلا خیال یہ تھا کہ

خانی خان نے اپنی تاریخ لکھنے سے پہلے مختلف کتابون سے اور مختلف لوگون سے تاریخی حالات لکھائے تھے اور ان کو مسودہ کی صورت مین بجنسہ کتابی صورت مین جمع کیا تھا، اور چونکہ اس کتاب مین پہلے صادق خان کی کتاب کا ماخذ ہے اس لیے لوگون نے اس کو اسی کے نام سے منسوب کردیا، چونکہ صادق خان سنہ جلوس ہی تک رہا اور ہم کو چھٹے ہی سال مین ایک ایسی عبارت ملتی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ مصنف چھٹے سال تک زندہ تھا، اور وہ اسی عہد تک کا ذکر کرتا ہے، وہ عبارت یہ ہے :-

"ازو [ا]قعۂ صوبۂ بہار بعرض رسید کہ (از) ابتدائے جلوس نہایت حال کہ ششم سال است" ص ۲۰

لیکن جب تمہید اور پھر مصنف کی جگہ امان اللہ کا نام پڑھا تو یہ خیال بھی جاتا رہا، دوسرے عہد عالمگیری مین خود ہمارے مصنف اور بعض جگہ خانی خان نے بھی مصنف کے نام کے ساتھ مصنف یا مؤلف بادشاہ نامہ کا ذکر کیا ہے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس نام کے کسی اور شخص نے اس نام کی کوئی کتاب لکھی تھی، تو یہ شخص یقیناً عہد عالمگیری کا ہوگا، اب عہد عالمگیری مین ہم کو جو اشخاص اس نام کے ملتے ہین وہ یہ ہین :-

(۱) محمد صادق (دلاور خان) یہ عہد عالمگیری ہی مین مرجاتا ہے،

(۲) محمد صادق پسر میر عبداللہ صفدری،

(۳) ملا محمد صادق طالب علم ایرانی،

(۴) محمد صادق اردوباری،

(۵) محمد صادق برادر زادہ سیف خان،

(۶) محمد صادق پسر رحمت خان دیوان بیوتات،

(۷) حکیم صادق (شاہی طبیب)

(۸) خواجہ محمد صادق بخشی دوم دارا،

(۹) فتح اللہ خان بہادر محمد صادق مخاطب بہ صادق خان،

بظاہر دیکھنے مین یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہی شخص ہمارے بادشاہ نامہ کا مصنف ہے کہ اس کا نام محمد صادق
اور اسی کو صادق خان کا خطاب بھی ملتا ہے، مآثر الامراء (جلد ۲ ص ۔۔۔) نے اس کا مفصل حال دیا ہے، اس سے
ہمارے اس خیال کی بھی تصدیق نہین ہوتی، کیونکہ وہ عہد شاہجہانی مین ہندوستان نہین آیا تھا، دوسرے وہ
کار ہنے والا تھا، تیسرے وہ ایک سپاہی تھا نہ کہ منشی، چنانچہ مآثر الامراء نے ابتدا مین یہ الفاظ لکھے ہین:-

"مشار الیہ از کہنہ سپاہیان ممتحن و سر آمد بہادران شمشیر زن بود" (ص ۔۔۔)

اور آخر مین یہ:-

"سپاہی بحث و لبیط بود، بے محابا و درشت گو" (ص ۔۔۔)

ان تمام حالات کی موجودگی مین اس کتاب کے مصنف کا پتہ چلانا ایک بڑا تاریخی انکشاف ہوگا، اور مجھے امید ہے
کہ میدانِ تحقیق کے مرد اس طرف متوجہ ہو کر اس تاریخی معمے کو حل کرنے کی کوشش کرین گے،

ایک مسلمان خاتون کی اردو کی فقہی تالیف

"توشۂ عاقبت" مصنفہ منور بیگم

از

جناب تمکین صاحب منشی فاضل، ممبر بنگال ایشیاٹک سوسائٹی و رائل ایشیاٹک سوسائٹی (لندن)

"توشۂ عاقبت" نام ایک مختصر قلمی رسالہ مجھے حال مین دستیاب ہوا ہے جو ۹۵ ورق کے، صفحات ۱۰ سطری
مسطر پر لکھا ہوا ہے، کتابت کا سنہ اس پر نہین، البتہ نقل نویس نے آخر مین لکھا ہے:-

"رسالہ توشۂ عاقبت بتاریخ سیوم ماہ جمادی الاول ۱۲۷۳ھ روز پنجشنبہ بوقت چار گھڑی شب
گذشتہ در قصبہ مریال گوڑہ پرگنہ دیول پلی سرکار دیورکنڈہ صوبہ فرخندہ بنیاد حیدر آباد و از دست خط
بندہ کمترین خاکسار نشین مرزا سلطان علی بن مرزا نشین حیدر آبادی"

منور بیگم بنت خلیل اللہ خان اس کتاب کی مصنفہ کا نام ہے، چنانچہ نظم مین جا بجا اس کے نام کے یہ اشارے
اور آخر مین بطور تخلص مذکور ہے،

کتاب کی ابتدا اس طرح ہوئی ہے:-

منوّر کرون دل بحمد کریم ... کہ پیدا کیا جس نے عرشِ عظیم،
کیا جس نے پیدا جہان از عدم ... اور پیدا کیا جس نے لوح و قلم،
ہوئی حکم سے جس کے کرسی نمود ... ہوا خلق بے حد کا پل مین وجود
یہی وصف کرتے امیر و فقیر، ... کہ مہر نجم کے شمع بے نظیر
کیا جس نے موجود ارض و سما، ... بجنت لیجا دے برد ز جزا

جو کوئی بندگی مین ہے حق کی مدام   جہنم کی آنچہ[1] اس پر ہووے حرام

کیا نظم عالم ز شاہ و سپاہ،   منور کیا قرصِ خورشید و ماہ

بیچ تعریف نبی صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم،

دو جگ مین نبیؐ کی ہے مجھ کو پناہ   دکھایا ہے اسلام کی جس نے راہ

سے اس کو جاگیر عرفان کی   میسر ہوے دولت ایمان کی

سبب اس کے جنت مین جاوین گے ہم   کہ دیدار کو حق کے پاوین گے ہم

ملا منصبِ دین ہم کو دراز   سبب اس کے دو جگ مین ہین سرفراز

لقب جس کا ہے سید المرسلین   کہ افضل ہے از اول و آخرین

بیچ مدح اہلبیت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم،

کہون مدح مین اہل بیتِ رسول   کرون خدمتِ خاندانِ بتول

نہین خوف محشر کا مجھ کو مدام   کہ ہون اہل بیتِ نبی کی غلام

مجھے مدح کا قبر مین بس چراغ   کہ دل حُبِ آلِ نبی ہوئے باغ

منور رہے مدحِ انور کی ریت   کہ ہون کمتر خادمِ اہل بیت

منور ہے دل مدح اصحاب سون   کہ اصحاب کے بلکہ احباب سون

مناجات بیچ درگاہ رب العزت کے

الٰہی دعایان مرے کر قبول   کہ ہون کمتر خادمانِ رسول

سفر کا قیامت کے اسباب نین   صراحی نہین نان نین آب نین،

جہازِ عمل ہے ہمیشہ تباہ   معلم نہین تا کہ لاوے براہ

نہ کر سامنے خلق کے منفعل   نہ کر روزِ محشر مین مجھ کو خجل

[1] آنچہ یعنی آنچ آگ، شعلہ "تمکین"

عطا مغفرت کی مجھے کر برات   کہ ہووے جہنم سے مجھ کو نجات

تنبیہ یعنی خبردار کرنا مردون اور عورتون کو پند ونصائح کے رہ سے دین کے باب مین،

یہ دل مین ترے نین جو خوفِ خدا   نہ ہو راضی تیرے سے شاہ و گدا

تف ترے ہوش اور فراست پر   تف ترے دولت و ریاست پر

دین کی نین چکھا اگر لذت   فسق کی راکھے در جگر لذت

تف تیری شوکت و امیری پر   تف تیرے خرقۂ فقیری پر

حق مین فقرا کے دل کو سنگ کیا   شوقِ کیف و شراب و بنگ کیا

شوق ہو بس مدام دولت کا   پاس اگر تجھ کو نین ہے عصمت کا

تف ہے بی بی اپنے[1] پر اے بی بی   بلکہ لعنت ہزار اے از غبی

نیتِ فسق سے جو کرتے سیر   چھوڑ شوہر رکھے جو الفتِ غیر،

تف ترے حسن ایسی سیرت پر   تف جوانی پہ ایسی مورت پر

شغل طاعت سوا گر ہے تجھے   فرض واجب کی نین خبر ہے تجھے

تف ہے تف جزو کل کے تا بقیام   عورت و مردِ بد عملن پہ مدام

اس کے بعد حسب ذیل نثر عبارت ہے،

"بعد اس کے کہتی ہے کمترینۂ خادمان حضرت رسول اکرم ضعیفہ خاکسار منور بیگم دختر خلیل اللہ خان ولد اللہ ویردی بیگ خان جس وقت کہ عالمگیر بادشاہ کے زمانہ مین نواب ذوالفقار خان دکھن کا صاحب مقرر ہوا تھا، اس وقت خانِ موصوف پائین گھاٹ مین رائچر اور ترناوَلی سے صوبہ کرنول تک کی حکومت کرتے تھے، جب یہ کمینہ بھی کہ مسلہ اولو الحکام اور ارکان

[1] یعنی بی بی پن "تمکین"،

نماز اور روزہ اور حج و زکوٰۃ وغیرہ کے سب کتابون سے چنکر اس رسالہ کے لئے بارہ باب مین جمع کئے اور سونے کے حل سے لکھ کر توشۂ عاقبت اس رسالہ کا نام رکھی تا تمام فرزندان او عزیزان اور تمام مسلمانون کو دنیا اور عاقبت مین کام آوے اور میری عاقبت بخیر کا سبب ہوئے اور اس کے تئین حق و ناحق مین ہر مجلس ہر مقام مین تمیز اور آبرو بخشے،

رباعی

بسکہ یہ مسئلہ خزانہ ہے	فخر ہر مومنِ زمانہ ہے
مزرعۂ آخرت کہ ہے دنیا	عیش منعم کو جاودانہ ہے“

ان سطورِ بالا مین مصنفہ نے اپنے جو حالات بیان کئے ہین، ان سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اللہ وردی (دردی) بیگ خان کی پوتی تھین، جو ذوالفقار خان کا معاصر تھا، ذوالفقار خان نے کرناٹک کا صوبہ ... مین فتح کیا تھا، اس بنا پر اگر اللہ دردی خان کو اس کا معاصر تسلیم کیا جائے تو اس کی پوتی کا زمانہ بارہوین ہجری کا اخیر یا تیرہوین ہجری کا اوائل ہوگا، گویا ڈھائی سو سال قبل کی زبان مین یہ کتاب لکھی گئی ہے۔

کرنول جہان کی یہ بیگم اپنے کو ایک طرح کا باشندہ بتاتی ہین، وہ حدودِ دکن کے اخیر مین ہے، اور موجودہ تقسیم مین وہ احاطۂ مدراس کا ایک حصہ ہے، اور مسلمانون کی یہان خاصی آبادی ہے، اور دکنی اردو یہان ... طرح بولی اور سمجھی جاتی ہے،

اس کتاب کے بارہ ابواب ہین جس کی تقسیم یون ہوئی ہے ”باب اول بنا مسلمانی فرائض وضو و تیمم و غسل ... مین، باب دوم سنتِ وضو مین، باب سوم غسلِ جنابت و حیض و نفاس مین، باب چوتھا فرضون مین نماز کے، باب پانچوان نماز کے واجبات مین، باب چھٹا سنتِ نماز مین، ساتوان باب جمعہ کی نماز مین، آٹھوان باب روزہ کے بیان مین، نوان باب کفن پہنانے مین میت کے، دسوان باب مفسداتِ نماز مین، گیارہوان باب بیان ... زیارت روضۂ منورۂ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے بیان مین، بارہوان باب روزہ کے بیان مین ...

اکثر احکام و مسائل کسی قدر بے ترتیبی سے لکھے گئے ہین، مردون اور عورتون دونون کے احکام اس مین جمع کئے گئے ہین، عموماً فقہ کی بڑی بڑی کتابون کے حوالے بھی دیئے گئے ہین مثلاً سراج الوہاج، فتاویٰ ظہیریہ، معراج الدرایہ، صحیح مسلم، جمع الجوامع، فتاویٰ قاضی خانی، ذخیرۃ الکردبی، محیط السرخسی، المختار، تاتارخانی، بحر الرائق، زاہدی، شرح نقیہ ابی الیعلی، ہدایہ، مضمرات، صحیح ابن ماجہ، الخلاصہ، تہذیب، زاہدی، فتاویٰ فقیہ ابو اللیث، محیط، فتاویٰ نجم الدین، شرح المختار، کنز الرقائق، ہتشین، جواہر النیرہ، القدیر، بعض جگہ نام غلط سلط لکھا ہے، ایک ہی کتاب کے دو نام مختلف جگہ مختلف طریقون سے لکھے گئے ہین، کہین محیط الشرحی لکھا ہے اور کہین محیط السرخسی، اور کہین فتح القدیر لکھا ہے کہین قدیر، شاید یہ کتابت کی غلطی ہو، بہرحال ان کتابون کے حوالون سے اندازہ ہوتا ہے کہ منور بیگم عربی کی بڑی عالم اور فقہ کی بڑی فاضلہ تھین، آخر مین یہ عبارت ہے،

”الحمد للہ کہ یہ رسالہ ہندی زبان مین کہ بعد عربی زبان کے بہترین زبان ہے تمام ہوا کہ قبر مبارک حضرت آدم صفی اللہ پیغمبر کی سراندیپ مین کہ ملک ہندوستان مین ہے موجود ہے“

کیا نعت ہندی خوش اسلوب ہو	عجب صاف مرغوب اور خوب ہو
خدایا دعا ہے مری صبح و شام	منور مرے دل کو کر مثل نام
سخن کو مرے فیض اسلوب کر	کہ عالم کا مطلوب و محبوب کر
ہر بیت کر خلق کو مشتری،	کہ ہووے جو ہر فقہ کا جوہری
کہین مدح میری گلی در گلی،	ثنائی و عزتی و ناصر علی
کرے مدح شام و سحر نصرتی[1]،	کہ گلشن کو بھولے مگر نصرتی[2]،
عطا لطف کا کر قبالہ مجھے	کہ ہو زادِ عقبیٰ رسالہ مجھے

[1] و [2] نصرتی شیخ نصرت بیجاپوری کا تخلص جو ۱۰۸۵ھ تک زندہ تھے، گلشنِ عشق نصرتی ہی کی لکھی ہوئی ایک مثنوی ہے، غالباً منور بیگم کا اشارہ اسی گلشن کی طرف ہے، ”تمکین“

جہان کو خریدار کی کر و ن ، | کہ مانندِ سورج تجلی کر د ن
بتوفیق حق آپ زر سے تمام | رسالہ ہوا فقہ مین انتظام ،
کرین ورد عالم کے آزادگان | کہ ہے قابلِ شاہ و شہزادگان
سمجھ حرزِ جان درس لیوین صغیر | کہ ہے لائق ہر امیر و فقیر
بجواہر مدرس کو ہے افتخار | کہ ہر بیت ہے گوہر آبدار
سبق خلق کی بی بیان لین تمام | وظیفہ کرین شاہ زادیان تمام
رسالہ کا ہو خلق مشتاق کل | کہ قاضی و مفتی و آفاق کل ،
کرین سب ہوس جاہلانِ ابد | کہ دو جگ مین حق کی ہے مجھکو مدد
یہی دل مین ہے آرزوے عظیم | مرا خاتمہ ہو بخیر اے کریم
زر و لعل و یاقوت کی نین ہوس | کہ یک مغفرت کا مجھے تکیہ بس
جواہر کا ہنن شوق لیل و نہار | کہ رحمت کا بس گوہرِ آبدار

کلیاتِ شبلی اردو

مولانا شبلی کی تمام اردو نظمون کا مجموعہ جس مین مثنوی صبح امید، قصائد جو مختلف مجلسون مین پڑھے گئے اور وہ تمام اخلاقی سیاسی، مذہبی اور تاریخی نظمین جو کانپور، ترکی، طرابلس بلقان، مسلم لیگ، مسلم یونیورسٹی وغیرہ کے متعلق لکھی گئی تھین یکجا ہین یہ نظمین درحقیقت مسلمانون کے حبس سالہ جد و جہد کی ایک مکمل تاریخ ہے، لکھائی چھپائی کاغذ اعلیٰ، ضخامت ۲۰۰ صفحے، قیمت ۱۲؎

"منیجر"

تلخیص و تبصرہ

مستشرقین کی بین الاقوامی مجلس کا سترہوان اجلاس

مستشرقین یورپ نے گذشتہ صدی کے ربع آخر ہی مین مندرجۂ بالا نام کی ایک مجلس مرتب کی تھی، اس کا پہلا اجلاس اسٹریا کے دار السلطنت وائنا مین ہوا تھا، اور اس کے بعد مختلف دار السلطنتون اور علمی مرکزون کو یہ شرف حاصل ہوتا رہا، سب سے آخری مرتبہ اس کا سولھوان اجلاس ۱۹۱۲ء مین یونان کے دار السلطنت علوم قدیمہ کے مرکز اتھینز مین ہوا تھا، اس کے بعد ہولناک جنگ اور اس کے تباہ کن نتائج نے اس کے کارکنون کو اس کی فرصت نہ دی کہ علم کی خدمت کے لئے ایک جگہ جمع ہو سکین، لیکن اب جبکہ تقریباً نو سال کے وقفہ نے تعصب و لغزت، بدگمانی اور عدم رواداری کے جذبات کو ایک بڑی حد تک فنا کر دیا ہے، اس مجلس کا سترہوان اجلاس انگلستان کے مشہور تعلیمی مرکز آکسفورڈ مین گذشتہ ماہ منعقد کیا گیا، اس کی روداد ٹائمس لندن نے اپنے تعلیمی ضمیمہ مین ان الفاظ مین بیان کی ہے :-

"مستشرقین کی بین الاقوامی مجلس کا سترہوان اجلاس آکسفورڈ مین دوشنبہ سے شروع ہو کر شنبہ یکم ستمبر تک جاری رہا، اس کے صدر لارڈ چیمرس (LOED CHALMERS.) نے ارکان اور نمایندون کا استقبال کیا، جنگ کے بعد اس مجلس کا یہ پہلا اجلاس تھا، اور اس جامعہ کے اساتذہ نے تمام مستشرقین کے اجتماع کے لئے بہت کامیاب کوشش کی تھی، کہ اس وقت تک اتنے مستشرقین کبھی بھی جمع نہین ہوئے تھے، اس طرح ان مین باہمی اعتماد پیدا ہونے کے ساتھ ہی، انھون نے اپنے قدیم تعلقات کو پھر از سر نو تازہ کر لیا، اس اجلاس کی نمایندگی کی حیثیت سے مکمل ہونے مین کوئی شبہہ نہین ہے، کہ تقریباً دنیا کے ہر گوشہ کے علما اس مین شریک تھے،

جن حکومتون نے اپنے نمایندے بھیجے تھے ان کے نام یہ ہین :-

بلجیم، حبشہ، ڈنمارک، مصر، برطانیہ (مع روس کی نوآبادیان و مقبوضات) فرانس، جرمنی، ہنگری، اطالیہ، جاپان، ہندرلینڈس، ناروے، ایران، پولینڈ، پرتگال، سویڈن، ترکی، اور ریاستہائے امریکہ، مختلف علمی مجلسون اور جامعون کے نمایندون کے علاوہ زیکوسلیویا، یوگوسلیویا، لیٹیویا، سوئزرلینڈ اور روس اور دوسرے ممالک کے نمایندے بھی تھے، نمایندون کی تعداد دو سو تھی،

چونکہ اس مجلس مین تقریباً ہر مشرقی موضوع پر مضامین پڑھے جانے والے تھے، اس لئے اس کو مختلف شعبون مین تقسیم کر دیا گیا، جلسہ مین اتنے مضامین پڑھنے کے لئے پیش کئے گئے تھے کہ ان شعبون کو بھی بعد مین مختلف ماتحت شعبون مین تقسیم کرنا پڑا، چنانچہ چھٹے شعبہ کو جو ہندوستان، ایران، اور متعلقہ ممالک پر مشتمل تھے، تین ماتحت شعبون مین اس طرح تقسیم کیا گیا (الف) ہند قدیم (ب) ہند جدید، ممالک جنوبی اور سیلون، (ج) ایران (فارس قدیم) ارمینیا اور کوہ قاف،

شعبون کی عام تقسیم یہ تھی :-

	شعبہ		صدر
۱	عام	صدر	پروفیسر جے، ال، مارس،
۲	اشوریات و بالمیات،	"	پروفیسر ایس، ایچ، لنگڈن،
۳	مصر و افریقہ،	"	" الیف، ال، گریفیتھ،
۴	وسطی و شمالی ایشیا،	"	" الیف، ڈبلو، تھامس،
۵	مشرق اقصیٰ،	"	" ڈبلو، ای، سوتھل،
۶ (الف)	قدیم ہندوستان،	"	" الیف، ڈبلو، تھامس،
۶ (ب)	جدید ہندوستان شمالی ہند اور سیلون	"	" "

	شعبہ		صدر
(ج)	ایران، آرمینیا اور کوہ قاف،	صدر	پروفیسر، الیف، ڈبلو تھامس،
	عبرانی و آرامی،	"	جی، اے، کوک،
	اسلام اور ٹرکی	"	ڈی، ایس، مارگولیتھ،
	مشرقی فنون لطیفہ	"	سر میکائیل سیڈلر،

مضامین صبح کو پڑھے جاتے اور اس کے بعد ارکان ان پر تبادلۂ خیال کرتے، تمام موضوع کے متعلق مضامین سہ پہر اور شام کو پڑھے جاتے، جو مضامین پڑھے گئے، وہ گونا گون مباحث پر مشتمل تھے، اگرچہ بعض مضامین مخصوص و محدود مباحث پر تھے، لیکن بہت سے ایسے بھی تھے جنکو عام لوگون نے بھی دلچسپی سے سنا، چنانچہ اشوریات کے مستند ماہر پروفیسر اے، ایچ، سائیکے نے جن کی عمر اس وقت ۸۲ سال کی ہے، اور جو تمامتر صرف اسی موضوع پر صرف ہوئی ہے، اس سن مین اپنا پہلا مضمون پڑھا، اس کا موضوع اشوریات کا عہد زرین تھا، فرات و دجلہ کی وادیون مین اندنون جو اثری تحقیقات ہو رہی ہے، اس کے متعلق بھی کافی دلچسپی کا اظہار کیا گیا، اس سلسلہ مین پروفیسر لنگڈن اور سر سی ایل وولی دونون نے اپنے اپنے نتائج پیش کئے، اسی طرح نوزی، کرکوک اور وادیِ سندھ کے متعلق بھی دلچسپ گفتگو رہی،

حاضرین مین مالٹا کی حکومت کا ایک وفد بھی تھا، اور اس نے ایک بیان پیش کیا جس مین بتایا گیا تھا کہ کس طرح اس زبان کو تحریری زبان بنانے کی کوشش کی جا رہی ہے، اور دوسری سامی زبانون کے ساتھ اس کا کیا تعلق ہے، پی ملانے جو "علاقہ مقدس" کی طرف سے آئے تھے اور جو ابتداءً ترک تھے اور بعد مین مسیحی ہو گئے تھے، "ناسخ کمال" کے متعلق اپنا مضمون پڑھا، مجلس کے صدر لارڈ چیمبرس نے بدھ اور سینٹ آگسٹائن پر مضمون پیش کیا، ایسے مضامین جن سے مباحث کے تنوع کا پتہ چل سکتا ہے، یہ تھے، آسٹریلیا کی زبانین، ہند و جرمنی زبانون مین چاند اور سورج کے نام وغیرہ،

بائبل کے متعلق مضامین کی طرف بھی خاص توجہ کی گئی تھی، اور ان مین قابلِ ذکر مباحث، فتح کنعان،

نگہ دکی کھودائی کے حروف بھی، کوہ سینا کیا تھا اور کیا ہے؟ وغیرہ ہین،

ہندوستان کے مسلمانون مین سے صرف دو مسلمان شرکت کے لئے گئے تھے، ایک کو حکومت نظام نے اپنی جامعۂ عثمانیہ کی طرف سے بھیجا تھا، اور دوسرے کو شاید حکومت ہند نے، پہلے صاحب کا نام ڈاکٹر عبد الحق ہے، اور موخر الذکر مولوی عبد الرحمن صاحب (دہلی)، شام کی طرف سے وہان کی مجمع الادبی کے روح رواں محمد کرد علی اور الجزائر کی طرف سے محمد بن شینب تھے،

"ن"

مصنوعی انسان کا ایک ارتقائی قدم

نیویارک ٹائمس کا ایک مضمون نگار ہم کو بتاتا ہے کہ سائنس کے مصنوعی آدمی نے اپنی ارتقائی زندگی کا ایک اور درجہ طے کر لیا ہے، اب سے پہلے تک اس مین صرف سماعت و اطاعت کی قوت موجود تھی، لیکن اب وہ گفتگو بھی کر سکتا ہے، جب واشنگٹن کمپنی کے آرچی ونزلے (R. j wensley) نے پہلی مرتبہ "ٹیلی ووکس" (مصنوعی انسان = Tele vox) ایجاد کیا تو وہ ایک مکمل ایجاد سمجھا گیا، اگرچہ وہ احکام کی اطاعت کر سکتا تھا، لیکن اس مین گویائی کی قوت نہ تھی، اب موجد نے اس مین یہ قوت بھی پیدا کر دی ہے، مضمون نگار لکھتا ہے:۔

"جب اسے ٹیلیفون پر بلایا جاتا ہے تو وہ بہت صاف آواز مین جواب دیتا ہے کہ "ٹیلی ووکس بول رہا ہے" اب وہ خود بھی ٹیلیفون پر گفتگو کی ابتدا کر سکتا ہے، اگر ایسی جگہ جہان یہ مصنوعی انسان اپنے فرائض انجام دے رہا ہو، کچھ خرابی پیدا ہو جائے تو وہ آلۂ سماعت کو اٹھا کر کہے گا کہ اس کا نمبر اس کے مالک کے نمبر سے ملا دیا جائے، اور جب یہ نمبر ملحق ہو جائیگا تو وہ مخصوص مقررہ اشارات مین گفتگو کریگا، اس کا مالک بھی انھین مقررہ اشارات کے ذریعہ اس سے سوال کریگا، اور وہ اس کو جواب مین بتا لے گا کہ کون سی خرابی واقع ہوئی ہے"

"آواز کی نالی کی جگہ اس مصنوعی انسان مین گویا فلم لگایا گیا ہے، جو الفاظ بولے جا نیوالے ہین، وہ فوٹو تصویر کے ذریعہ اس مخلوق کے جسم کا ایک عضو تیار کیا جاتا ہے، چنانچہ واشنگٹن کمپنی، انگریزی بولنے والے مصنوعی انسانون کی ایک نسل پیدا کرنے مین مشغول ہے، ان لوگون کو کارخانون کے "قوت خانہ" (---) مین محافظین کی جگہ "بحال" کیا جائیگا، کیونکہ یہی وہ جگہین ہین جہان سب سے کم اور مقررہ گفتگو کا موقع ہوتا ہے، اس کے ذمہ یہ کام دیا جائیگا کہ اگر کسی جگہ سے کوئی برقی تار ٹوٹ جائے تو وہ فوراً اس کی اطلاع کر سکے، اسی طرح دوسری خرابیون کے لئے دوسرے اشارات مقرر کئے گئے ہین، موسم کی خرابی کی شکایت کے لئے بھی اس مین قوتِ گویائی دی گئی ہے، اور اس وقت وہ بالکل انسانون جیسی باتین کریگا، وہ اپنے ٹیلیفون کے ذریعہ مرکزی دفتر کو اطلاع دیگا کہ آج گرمی ہے یا سردی، یہ اطلاع انجن کے لئے بہت مفید ہو گی، کہ اس سے یہ معلوم کیا جا سکے گا، کہ یہ گرمی یا سردی انجن کے لئے مفید ہے یا مضر،

اس مصنوعی انسان کے تین افراد آدم، قابیل اور ہابیل اس وقت واشنگٹن کے پانی کے مہیا کرنے کے کارخانون مین کام کر رہے ہین، ابھی تک اس نوع نے کوئی نحوا پیدا نہین کی ہے، کہ یہ دنیا اس تقسیم کی ضرورت کی قائل نہین، آدم، قابیل و ہابیل لوگون کو روزانہ بتاتے ہین کہ خزانہ مین کتنا پانی موجود ہے،

انسانی ۔۔ کی تخلیق کوئی غیر ضروری جزو نہین ہے، بلکہ اس کے لئے لازمی ہے، ٹیلیفون کمپنیان اس بات کی اجازت نہین دیتین کہ کسی رشتہ کو جوڑنے کے لئے ایک غیر معمولی برقی آلہ ان کے آلات مین لگایا جائے، اس لئے مجبوراً موجد کو اپنے تخلیقی انسان مین گفتگو کی صلاحیت بھی پیدا کرنی پڑی، نمبر کے ملانے یا جواب دینے کے لئے زبان و آواز کی سخت ضرورت تھی، اور اسی لئے یہ جدید اضافہ کیا گیا،

اس کے علاوہ بعض وقت کارخانے مرکزی دفتر سے بہت دور ہوتے ہین، اور ان کو براہ راست کارخانون سے ملحق کرنے کا صرف بہت زیادہ ہوتا ہے، لیکن ٹیلیفون کا سلسلہ ہر جگہ موجود ہے، اور اس نئی ایجاد سے اس کا پورا پورا فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے،

"ن"

انسان عاجز

شارل ریشے اس وقت فرانس کے ممتاز اہل علم مین ہے، فلسفہ، طب، تاریخ، ادب اور شعر و
مین خاص دستگاہ رکھتا ہے اور فلسفہ و طبعیات مین اس کی بعض مخصوص ایجادات ہین، مدت ہوئی کہ اس کو
علمی طغراے امتیاز یعنی نوبل پرائز بھی مل چکا ہے، اس کی متعدد قابلِ قدر تصنیفات بھی دنیا مین خاص شہرت
رکھتی ہین، چند سال گذرے کہ اس نے "انسان احمق" کے نام سے ایک کتاب شایع کی تھی، اب اس کی ایک جدید
تصنیف "انسان عاجز" کے نام سے نکلی ہے، ڈاکٹر نقولا فیاض ایک شامی فاضل نے دمشق کے رسالہ المجمع العلمی العربی
مین اس کتاب پر تبصرہ کیا ہے، لیکن ہم ان کے تبصرہ سے قطع نظر کرکے نفس کتاب کے مباحث کا خلاصہ پیش کرتے ہین،

مصنف نے عجزِ انسان کی متعدد قسمین قرار دی ہین، اور ان مین سے ہر ایک قسم پر جداگانہ بحث کی ہے،

عجزِ انسانی کی مختلف قسمون مین سے سب سے پہلی قسم "عجزِ طبعی" ہے، یعنی انسان جس دنیا مین رہتا سہتا ہے،
اس کو نہ اس عالم کی کوئی واقعی خبر ہے، اور نہ کسی دوسرے عالم کے حالات کی وہ کوئی اطلاع رکھتا ہے، اس لئے
وہ دنیا کے سامنے اپنے عجز کے اعتراف کرنے پر مجبور ہے، اور دنیا مین جو کچھ حوادث اس کے سامنے پیش آتے رہتے
ہین ان مین سے کسی کے روکنے کی وہ طاقت نہین رکھتا،

عجز کی دوسری قسم "عجزِ شخصی" ہے، آج تک دنیا مین جس قدر علما، شعرا، اور اصحابِ فن پیدا ہوئے اگر
ان کے کارنامون کو دنیا کے مقابلہ مین پیش کیا جائے تو معلوم ہو کہ ہر ایک شخصی کوشش کی مثال سراب کی ہے،
آج کتنی ایسی کتابین کتبخانون مین سڑ رہی ہین جن مین سے ایک ایک کی تصنیف پر اشخاص کی پوری عمرین
صرف ہو گئین، لیکن دنیا مین ایک نسل کے بعد دوسری نسل آتی ہے اور اس نسل کی جانکاہیان ہیچ اور فراموش شدہ
بنجاتی ہین، تو گویا ایک فرد انسان کی قدرت مین ہے کہ وہ کوئی موثر عمل چھوڑ جائے یہی عجز فردی و شخصی ہے،

انسان کے عجز کی تیسری قسم "عجزِ فکری" ہے، یعنی وہ کہان سے آیا اور کہان جائیگا؟ اوس کی ابتدا اور

انتہا کیا ہے؟ یہ ایک ایسا ازلی سوال ہے، کہ جب سے بشریت اور بشر کی قوت فکری قائم ہے، اس معمے کو حل
کر رہی ہے، لیکن اس کی عقدہ کشائی کی طرف ایک قدم بھی آگے نہ بڑھ سکا، ہماری پیدائش اور وجود کا کیا
منشا ہے؟ ہم نہین جانتے، آج تک جو کچھ اسباب و علل ہمارے سامنے بیان کئے گئے، وہ حد درجہ مضحکہ انگیز
اور طفلانہ ہین، ہم نہین جانتے اور نہ معلوم کر سکتے ہین کہ نر و مادہ کے اختلاط سے ایک نئی تخلیق کیون ہوتی ہے؟
قوت حافظہ اعصابی خلیہ مین اشیاء کو کیون محفوظ رکھتی ہے؟ اور وہ حافظہ کیون ایک نسل سے دوسری نسل کی
طرف منتقل ہوتا رہتا ہے؟ یہ عقدہ نہ پہلے کھل سکا، نہ آج کھلتا ہے، اور نہ آیندہ کھلے گا، باوجودیکہ ذکاوت
انسانی روزِ اول سے مصروفِ عمل ہے، پھر ایسی فطانت و ذکاوت سے کیا حاصل جو ہمارے سامنے ہمارے جہل کے سوا کسی چیز کو نہ پیش کرسکے،

عجز کی چوتھی قسم "عجزِ طبعی و جسمانی" ہے، یعنی انسان کی ذکاوت اس کی جسمانی صحت پر موقوف ہے، اس لئے
دراصل وہ جسم انسانی کے رحم و کرم پر موقوف ہے، وہ اپنے جسم مین کسی قسم کا تغیر و تبدل پیدا نہین کر سکتی، وہ ناگزیر
جسمانی تغیر یعنی بڑھاپے اور موت کو ہٹا نہین سکتی، وہ اپنے بچے کے جرم تخلیق سے مشترک جنس کی بھی تعیین نہین کر سکتی،

عجز کی پانچوین قسم "عجزِ اجتماعی" ہے، کہ انسان اپنی پیہم سعی امکانی کے باوجود اپنے گرد ایسا ماحول پیدا نہین
کر سکتا، جو اس کے ذاتی حالات اور خواہشون کے مطابق ہو، کہ اس کے بغض و عداوت اور اس کے مصائب و آلام کا خاتمہ ہو سکے،

عجز کی چھٹی قسم اس کا "عجزِ اخلاقی" ہے، وہ ہمیشہ نفسانی خواہشات کا شکار رہا، وہ اپنے ہوا و ہوس
کا ایسا بندہ بے درم ہے کہ اس کی ہر نقل و حرکت کا نقشہ اسی کی نگرانی مین تیار ہوتا ہے، وہ اسی طرف دوڑتا ہے
جدھر وہ لیجانا چاہتے ہین، حالانکہ اس کی عقل بار بار اس کو تنبیہ کرتی ہے، اور وہ اس کی پیروی کرنا چاہتا بھی ہے
لیکن نہین کر سکتا، یہ اس کا عجزِ اخلاقی ہے،

دانایانِ فرنگ کا اعترافِ عجز آج آپ کے سامنے ہے، لیکن قادرِ مطلق نے روزِ ازل مین فیصلہ فرما دیا تھا،

ان الانسان خلق ضعیفا (نساء ع ۵) انسان طبعاً کمزور پیدا کیا گیا ہے،

وما اوتیتم من العلم الا قلیلا (بنی اسرائیل ع ۱۰) اور تم لوگون کو بس تھوڑا ہی سا علم عطا کیا گیا ہے،

"د، م"

اخبارِ علمیہ

حکومتون کی جنگی قوت

مجلسِ اقوام کی روداد مظہر ہے کہ اس وقت دنیا کی حکومتون کا فوجی خرچ ۳۵۰۰۰۰۰۰۰۰ ڈالر یعنی تقریباً ۱۱ ارب روپیہ ہے، اس مین سے ۲۴۰۰۰۰۰۰۰۰ ڈالر فوج پر خرچ کرتے ہین، اور ۱۱۰۰۰۰۰۰۰۰ ڈالر جنگی جہاز وغیرہ پر، دنیا کی فوجون کی تعداد ۵۵۰۰۰۰۰ نفوس ہے، اور جہاز ۴۳۰۰۵۰۰ ٹن وزن کے ہین، اس کے معنی یہ ہوئے کہ دنیا کا ہر فرد تقریباً دو ڈالر سالانہ اس مد مین دیتا ہے، جنگ عظیم سے پہلے وسطی حکومتون کی فوج کی تعداد ۵۰۰۰۰۰۰ تھی، اور اب ۱۸۳۵۰۰ ہے، اتحادیون کی فوج لڑائی سے قبل ۲۶۵۰۰۰۰ تھی مگر اب ۲۱۵۴۰۰۰ ہے، اسی طرح جہازون مین جو کمی ہوئی ہے، اسے مندرجۂ ذیل اعداد ظاہر کرین گے،

ملک	سنہ ۱۹۱۳ء	سنہ ۱۹۲۶ء	کمی
جرمنی	۱۰۳۰۰۰۰ ٹن	۱۵۱۰۰۰ ٹن	۸۷۹۰۰۰ ٹن
برطانیہ	۲۲۰۸۰۰۰ ،،	۱۱۸۴۰۰۰ ،،	۱۰۲۴۰۰۰ ،،
فرانس	۶۸۳۰۰۰ ،،	۵۲۹۰۰۰ ،،	۱۵۴۰۰۰ ،،
اطالیہ	۳۳۶۰۰۰ ،،	۲۹۵۰۰۰ ،،	۴۲۰۰۰ ،،
روس	۳۳۹۰۰۰ ،،	۱۲۵۰۰۰ ،،	۲۱۴۰۰۰ ،،

لیکن اس کے مقابلہ مین جاپان اور ریاستہائے متحدہ امریکہ مین جہازون مین جو بڑا اضافہ ہوا ہے، وہ یہ ہے:-

ملک	سنہ ۱۹۱۳ء	سنہ ۱۹۲۶ء	اضافہ
جاپان	۳۶۵۰۰۰ ٹن	۶۹۵۰۰۰ ٹن	۱۵۹۰۰۰ ٹن
ریاستہائے امریکہ	۸۴۳۰۰۰ ،،	۱۲۹۰۰۰۰ ،،	۴۴۷۰۰۰ ،،

یہ ان حکومتون کا حال ہے جنھون نے گذشتہ ماہ قیام امن کے معاہدہ پر دستخط کئے ہین،

تار کے متعلق ایک نئی ایجاد

اس وقت برقی پیغامات کے ارسال کرنے کا یہ طریقہ تھا کہ تار کے الفاظ اشارات کے ذریعہ مقام مقصود کو بھیج دیئے جاتے تھے، اور وہان کا محرر اسے نقل کرکے مکتوب الیہ تک پہونچا دیتا تھا، لیکن اب لاسلکی ترقیون نے اس مین بھی ایک عظیم الشان ترقی کی ہے، یعنی ایک ایسی مشین ایجاد ہوئی ہے جسمین کاتب کا تار رکھدیا جائیگا، اور جس جگہ وہ تار جانے والا ہے، وہان کی دوسری مشین اس تار کا عکس لے لیگی، اور اس طرح کاتب کے ہاتھ کا لکھا ہوا تار مکتوب الیہ تک پہونچ جائیگا،

موٹر مین ایک اور ترقی،

موٹرون کے چلانے مین سب سے زیادہ جس چیز پر نظر رکھنی پڑتی ہے وہ اس کا گیر (Gear) ہے اور اس کی متعدد مختلف حرکات ایک حد تک تکلیف دہ ہوتی ہین، اس لئے اب ایک ایسی موٹر ایجاد ہو رہی ہے، جس مین سرے سے یہ بکھیڑا ہی نہ ہوگا اور اس مین گیر کی ضرورت نہ رہیگی، چنانچہ اس وقت پیرس مین ایسی متعدد موٹرین چل رہی ہین جنمین گیر نہین ہے،

وائنا مین قانونِ اسلام کا درجہ،

یورپ مین سب سے پہلے آسٹریا کے مشہور جامعہ کو یہ شرف حاصل ہوا ہے، کہ وہ قانونِ اسلام کے متعلق ایک مستقل درجہ قائم کرے، اور اس سال سے اس درجہ کی باقاعدہ تعلیم شروع ہوگی۔

ماہرینِ دق کی عزت افزائی،

ڈاکٹر نیگرے (Dr. Negre) اور ڈاکٹر باکٹ (Dr Boquet) نے دق وسل کے متعلق

۱۹۲۶ء مین جو تحقیقات کی ہے اور ان سے جو مفید نتائج پیدا ہونے والے ہین، ان کے صلہ مین ان کو ۵۰۰۰ فرانک

کا بی۔ جے روز تھل انعام عطا کیا گیا ہے، اس کے ساتھ ایک سونے کا تمغہ بھی دیا گیا ہے،

پانچ ہزار سال کے پرانے پہیے،

جامعۂ اکسفورڈ کے میدانی عجائبخانہ کی مہم نے کیش مین ۵۰۰۰ ہزار سال کی پُرانی گاڑی کے دو منجمد

بنے ہوئے پہیے کھود کر نکالے ہین، مٹی کے بوجھ سے وہ ایک گونہ چپٹے ہو گئے ہین، اس کے علاوہ مہم نے دو

چار پہیون والی گاڑیان اور ایک دو پہیے والی گاڑی بھی کھود کر نکالی ہے، اور ان کو اتنا ہی قدیم

بنایا جاتا ہے،

قطب شمالی کی ایک نئی مہم

زیادہ زمانہ نہین گذرا کہ اٹلی کا ایک جوان مرد نوبائل اپنے ہمرافقار کے ساتھ اطالیہ جہاز پر

قطب شمالی کی سیاحت اور دریافت کے لئے روانہ ہوا تھا، اس کا جو حشر ہوا اس سے ہر شخص واقف

ہے، لیکن فدائیانِ علم کے لئے اس قسم کی مشکلات رکاوٹ نہین پیدا کر سکتین، اور اب "انجمن مہم قطب شمالی"

نے آیندہ سال ایک اور مہم روانہ کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے، اور اس کے لیے ایک خاص قسم کا برق شکن

جہاز تیار کیا جا رہا ہے، اس مہم کی رہنمائی جرمنی کے مشہور عالم سیاح ڈاکٹر نینزن Dr Nansen

کرین گے، یہ جہاز اطالیہ جہاز سے چھ گونہ بڑا ہو گا، اور خیال ہے کہ اس پر شمالی فضا اور موسمی حالات

کا کوئی اثر نہ ہو گا،

جرمن شاعر گوئٹے مصور کی حیثیت سے

حال ہی مین جرمنی نے ایک عجیب و غریب چیز کا پتہ چلایا ہے، جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جرمنی

کے مشہور شاعر گوئٹے نہ صرف ایک فلسفی قومی شاعر تھا، بلکہ وہ ایک اعلیٰ درجہ کا مصور بھی تھا، تقریباً ایک

صدی کے بعد محققین نے ایک ایسے مجموعۂ تصاویر کا پتہ چلایا ہے، جو اس شاعر اعظم کے قلم کی منت پذیر ہے،

گوئٹے نے یہ تصاویر ۱۸۱۰ء مین ویمر سے جینیا تک کے سفر مین بنائی تھین، اس نے اس کو "سفرِ مسرت و تسلی

کی چھوٹی کتاب" کے نام سے موسوم کیا تھا، اور اس مین اپنی وضع کی بہترین تصاویر ہین،

نقاشی کے نئے آلات

یہ شکایت کہ نقاشی کے آلات، قبل از جنگ جیسے آلات کی طرح نہین ہوتے، اب شاید نہ سنی جائیگی

کیونکہ متعدد کارخانون نے مختلف آلات بہتر سے بہتر طریقہ سے بنانے شروع کر دیئے ہین، چنانچہ سائنٹفک

امریکن نے ان کے متعلق ایک طویل مصور مضمون بھی شایع کیا ہے،

فلسطین کی جدید آبادی

فلسطین کی یہودی مجلس نے جو رُوداد ۲۷-۱۹۲۶ء کی شایع کی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ

گذشتہ سال بھی بہت سے یہودی فلسطین آئے اور بہت سے یہان سے گئے لیکن آنے والون کی

تعداد زیادہ ہے، اس کے مقابلہ مین غیر یہودی جانیوالون کی تعداد زیادہ ہے، مندرجہ ذیل اعداد اسکی تشریح کرینگے

سنہ	آنے والے یہودی	جانے والے یہودی
۱۹۲۶ء	۱۳۰۸۱	۷۳۶۵
۱۹۲۷ء	۲۷۱۳	۵۰۷۱

سنہ	آنے والے غیر یہودی	جانے والے غیر یہودی
۱۹۲۶ء	۸۹۱	۳۰۶۴
۱۹۲۷ء	۸۲۵	۱۹۰۷

اس طرح معلوم ہوتا ہے کہ یہودی آنے والون کی تعداد جانے والون سے ۳۳۵۸ زائد ہے، اور اسکے

مقابلہ مین غیر یہودی جانے والون کی تعداد آنے والون سے ۲۲۵۱ زیادہ ہے،

ادبیات

فلسفۂ حسن

از مولوی سید ابو القاسم صاحب سرورحیدر آباد دکن

جمالیات کا یہ فلسفہ شاعری کی زبان مین، اردو مین بالکل نئی چیز ہے، شاعر نے "فلسفۂ حسن" کے دقیق مسائل کو جس حسن سے ادا کیا ہے، وہ خود جمالیات کا ایک مرقع ہے، امید ہے کہ ناظرین اس کو دلچسپی سے پڑھین گے، اور شاعر نے اس پرپیچ راستہ کو جس خوبی سے طے کیا ہے، اس کی داد دینگے "معارف"

حسن کا لفظِ سہ حرفی آج ہے موضوعِ بحث
اس کے ہر ہر جزو کو تنقید سے ہے دیکھنا

علم حسیات ووجدانات وجذباتِ بشر
پورا سرمایہ ہے یہ فنِ جمالیات کا

کس طرح ہوتا ہے احساسِ جمالی کا ظہور
کون سی شے ہے جو ہو حسن مجسم بر ملا

کیا سبب اسکا کہ اک شے ایک کرتا ہے پسند
دوسرا کرتا ہے نفرت وہ بھی کیسی ناروا

کون سے اشیا کے ہین ایسے نمایان خط و خال
جن سے ہو جاتے ہین وہ اشیا نہایت خوشنما

صوت مین پنہان ہے آخر کون سا دہ ارتعاش
جس سے ہو جاتی ہے سحرِ سامعہ دلکش صدا

جتنا اشیائے جمیلہ کا جھکاؤ ہے سب کا سب
اشتراک آپس مین انکے ہوتا ہے کیا ایک سا

اس طرح کے اور جتنے بھی کئے جائین سوال
ان سبھون کا ہے جمالیات سے رشتہ جڑا

ایسے استفسارون پر ردّ وقدح اور غور وخوض
فنِ بالا مین رہا کرتا ہے اس کا مشغلہ

فطرتِ خاموش کے لاکھون مناظر بے بدل
سطوت وعظمت پہ جن کے فہمِ عالم ہے فدا

صورت کوئی بت یا کوئی تصویرِ جمال
کوئی عمدہ نظم یا دلکش صدا کا سلسلہ

ہی سنتے ہی ان کے البشر کے قلب مین
خوشگوار احساس کا طوفان ہوتا ہے بپا

ل مین بھر جاتے ہین جذباتِ مسرت ناگہان
سازِ لب سے اٹھتا ہے تحسین کا اک غلغلہ

وشی اس پہ چھا جاتی ہے ایسے وقت مین
جبکہ ہو جاتا ہے ذہنِ نارسا بیدست و پا

تک اظہارِ احساسات کے ملتے نہین
جوشِ دل لفظون مین اس سے ہو نہین سکتا ادا

ل، حرکت، رنگ اور نیز اس طرح کے اقسام
دیکھنے یا سننے سے جن کا ہوا نشو و نما،

ع ان کی دیا کرتے ہین ہر دم گوش وچشم
جس سے پیدا ہوتی ہے احساسِ لذت کی نوا

ی ہے جس کو کہتے ہین جمالی التذاذ
اس کا باعث حسن ہے جسمین نہین چون وچرا

ساطت سے حواسِ آدمی کے روز وشب
عقل ووجدان وتخیل کو ہے کرتا مبتلا

س مین پیدا کیا کرتا ہے جذباتِ نفیس
روح کو پہونچاتا ہے تا حدِ بامِ اعتلا

نات، احساس اور لذات کی دلچسپ بحث
ہے یہی وہ روزنِ در جس سے یہ ہے جھانکتا

و نواہائے شنیدہ کچھ بہارِ دیدہ سے
دونون سے مل کر بنا ہے اس کا سحرِ حشر زا

وش گوار احساس کا اٹھتا ہے جب جوشِ طرب
اس کو کہتے ہین یہ ہے سیلابِ حسنِ خود نما

سن کو سقراط ٹھہراتا ہے مانندِ مفید
اور فلاطون کی نظر مین ہے یہ اس کا مرتبا

و تصورِ خیرِ برتر اور الوہیت کے ہین
حسن ہے ایسے تصور کا مثیل وہم نوا

سن سے اشیائے عالم کل کے کل لبریز ہین
یہ خیالاتِ فلاطون کا ہے مجمل تذکرہ

ال کے نقاد کہتے ہین نہین ایسا نہین،
ہے یہ احساسِ وحواسِ آدمی کا شعبدہ

جو کسی شے کے تصور سے ہوا ہموار تمام
اہلِ یورپ کرتے ہین اپنی یہین سے ابتدا

بر صفاتِ اعراضِ اشیا دیکھتے ہین غور سے
تاکہ حاصل ہو جمالی کیفیت کا مدعا

حُسن کی تخئیل سے حاصل شدہ لذت وہ ہے ‏ ‏ ‏ مادی اغراض کا جس مین نہ ہو کچھ شائبہ

سب سے پہلے کانٹ نے اس امر کی تعیین کی ‏ ‏ ‏ حسن کی لذت نہ ہو وابستۂ حرص و ہوا

اس کے احساس و شعورِ اولین کے باب مین ‏ ‏ ‏ ماہرینِ فن نے لونیت سے کی ہے ابتدا

جتنے گہرے رنگ رجحانات کو ہون گے پسند ‏ ‏ ‏ سمجھا جائیگا تمدن کا ابھی ہے بچپنا

ہلکے رنگون کی نفاست جتنی دل کو بھائیگی ‏ ‏ ‏ اتنا ہی ہوگا تمدن کو عروج و اعتلا

حسن کے قصرِ بصیرت زا کیجانب رات دن ‏ ‏ ‏ ہر تمدن بڑھتا ہے لے کر کمندِ ارتقا

آبشارون کے ڈرڈرے، آسمان سا کوہسار ‏ ‏ ‏ نیرِ تابان کا چھپ چھپ کر نکلنا ڈوبنا

اور اجرام سماوی کے منور قمقمے ‏ ‏ ‏ آج تک فہم بشر جن کی نہ گنتی گن سکا

ابر کی اودی، سنہری، نیلی، پیلی ساریان ‏ ‏ ‏ جن کو پھیلاتی ہے بامِ چرخ پر بادِ صبا

اور شفق کا پھولنا اس کی سنہری آب و تاب ‏ ‏ ‏ تودۂ غبرا ہو جس سے صاف سونے کا ڈلا

قلزم و عمان کی موجون کا فلک فرسا خروش ‏ ‏ ‏ دیکھنے سے ان مناظر کے ہے دل ہیبت کدہ

ان کی لامحدودیت مرعوب کرتی ہے ہمین ‏ ‏ ‏ سامنے آنکھون کے رہتی ہے جلالت کی فضا

اس تصور مین اسی حد پر ہے احساسِ الم ‏ ‏ ‏ جس سے پہلے ہوتی ہے افسردہ کچھ طبعِ رسا

بعد اس کے خود اُبھرتے ہین وہ جذباتِ شریف ‏ ‏ ‏ جس سے پھر بڑھتا ہے آگے ذوقِ دل کا منچلا

ایک ہی آواز یا صورت ہر اک پر اک طرح ‏ ‏ ‏ کیون اثر کرتی نہین اس کی ہے آخر وجہ کیا

ساختِ عصبی ریشون کی ہر شخص مین یکسان نہین ‏ ‏ ‏ اختلافِ عادت و تعلیم ہے اس کے سوا

ذہن کی بالیدگی مین بھی بہت باہم ہے فرق ‏ ‏ ‏ بیش و کم تفریق کرتی ہے طبائع کو جدا

اک تخیل ہی نہین اس حُسن کے زیرِ اثر ‏ ‏ ‏ عقل تک پھیلا ہوا ہے اس اثر کا دائرہ

دلکشی، آواز، حرکت، رنگ، خط مین جو بھی ہو ‏ ‏ ‏ یہ حواسون کے ذریعے فعل ہے ادراک کا

تے ہین موزونیت فکر و شعور ‏ ‏ ‏ جس سے بنجاتا ہے یہ نغمہ عجب لذت فزا

ن یہین انسان اور حیوان کی ‏ ‏ ‏ باہمی تفریق کو کرتی ہے ظاہر برملا

ن رنگون کی اک تصویر کو یا نظم کو ‏ ‏ ‏ دیکھتا سنتا ہے حیوان بھی مگر کیا فائدہ

س سے حیوان کو حصولِ کیف ہوتا ہی نہین ‏ ‏ ‏ جس سے وہ ظاہر کرے جذبہ کوئی ابھرا ہوا

کس طرح ہوتا ہے ظاہر یہ جمالی التذاذ ‏ ‏ ‏ فعل اور تخلیق ہے اس کا ذریعہ واسطہ

ل مین انسان کے یہی ہوتی ہے خواہش جاگزین ‏ ‏ ‏ جو کرے محسوس اس کو جون کا تون کردے ادا

بزی، معماری و موسیقیِ کلفت شکن ‏ ‏ ‏ شاعری جس مین کہ رہتا ہے درِ تخئیل وا

بز نقاشی کہ جو دنیا ہے نقش و رنگ کی ‏ ‏ ‏ ارتسام ذہنی و طبعی کا ان مین سلسلہ

ب یہ ظاہر ہوتا ہے الفاظ یا اصوات سے ‏ ‏ ‏ نام صناعی ہوا ایسے ہی اظہارات کا

ارجی صورت مین ہم وجدان یا احساس کو ‏ ‏ ‏ جب کرین ظاہر تو صناعی یہی کہلائے گا،

نفس رہتا ہے یا خوابیدہ احساسِ جمال ‏ ‏ ‏ عام لوگون مین مگر صناع مین ہے جاگتا

ل ہے افراطِ قوت کا نتیجہ اور یہی ‏ ‏ ‏ چادرِ تخلیق سے کرتا ہے ظاہر دست دیا

دیکھتی ہے غیر مرئی چیز کو کس غور سے ‏ ‏ ‏ صوت و رنگ و سنگ مین صناع کی طبعِ رسا

پھر اسے مرئی بناکے سامنے لاتی ہے یہ ‏ ‏ ‏ جس سے دل کے باغ مین چلتی ہے لذت کی ہوا

پایہ کئے کام مین صناعِ سحر انگیز کے ‏ ‏ ‏ صاف ہے توضیح نصب العین کا نقشہ کھنچا

یہ ذریعہ ہے حواس آدمی کے ذہن کو ‏ ‏ ‏ لیکر آغوشِ اثر مین اور بڑھتا ہے سوا

روح کو دیکر سہارا ابھریہ کرتا ہے بلند ‏ ‏ ‏ اور جذباتِ شریفانہ کو دیتا ہے جگا،

اس ست وجدانات اعلیٰ پاتے ہین اوجِ کمال ‏ ‏ ‏ یہ دماغ و دل کو دیتا ہے تاثر کی غذا

تو ہین انسان کی کل اس کی ہین زیرِ اثر ‏ ‏ ‏ روح کی گہرائیون مین بھی ہے یہ پیرا ہوا

عام نظرون سے نظر صناع کی ہوتی ہے تیز
وہ تعقل کرتا

ساتھ ہی اس کے کسی پیرایۂ دلچسپ سے
جن کا تو ن کر ان مین پیدا کرنے کچھ

اس بیان مین اس جگہ پیدا یہ ہوتا ہے سوال
کیا ہے صناعی فقط تقلید کی یا

جو اعادہ کرتی ہے حسنِ ظواہر کا تمام
کوئی کیا اس کا بھی ہے مقصود غایت

کیا نہین اخلاق سے اس کا تعلق یا کہ ہے،
محض صناعی کی خاطر سیکھین صناعی کو

ان سوالاتِ عجیبہ کی ہے ایسی شاہراہ
ماہرانِ فن یہین سے ہوتے ہین باہم

نقل فطرت کی بعینہ یا تشابہ بس یہی ،
بعض کے نزدیک صناعی کا مقصد

بعض کہتے ہین مناسب ہی نہین صناع کو
نقلِ فطرت مین کرے فطرت کی پوری

بلکہ کچھ ہو نقل اور کچھ ہو اضافہ ساتھ ساتھ
وہ اضافہ اپنے افکار اور وجدانات

فطرتِ خاموش سے اشیا کو کرے منتخب
ربط دیگر سترِ فطرت کو کرے ان

ایسی صناعی جو ہو مخصوص خطّ و خال کی
یا تصورِ خاص یا سیرت ہو جس سے

یہ حقیقت سے زیادہ منکشف ہوتی ہے اور
ذہن کو پہناتی ہے نورِ

زد مین وجدانی اثر کے آکر اک صناع کو
فکر ہوتی ہے بنائے فعل کی اس کو

اس لئے پوری وہ کرتا ہی نہین فطرت کی نقل
اتنی ہی کرتا ہے جو محسوس وہ خود

پھر یہین سے اور پیدا ہوتا ہے مشکل سوال
جس کو کہہ سکتے ہین پہلے کے مقابل

تابعِ اخلاق صناعی کو ہونا چاہیے کہ
یا نہین اخلاق سے بالا ہے اس کام

بعض اس بارے مین رکھے ہوئے ہین یہ خیال
کہتے ہین اخلاق پر صنعت کی قائم ہو بنا

اپنے وجداناتِ اعلیٰ مین کرے ہمکو شریک
سب سے بڑھکر کارنامہ ہے یہی صناع کا

مقصدِ اعلیٰ ہے صناعی کا بس یہ ایک ہی
اس سے ہو اخلاق کی تعلیم کا نشو و نما

بعض کہتے ہین کہ صناعی پابندِ قید
اس کو ہونا چاہئے مطلق جمیل و خوشنما

موجود ہوتا ہی جمال
بے تعلق جس سے یہ رہتا ہے وہ ہے مادہ

گذرے ہین جمالیین مین ایسے بھی فرد
جو جمالیات کی کرتے ہین اس حد پر ثنا

ہین رتبہ جمالیات کا مافوق ہے
اور ہے اخلاق سے بھی اس کا اونچا مرتبہ

یہ ایسا دل کش روح پرور پھول ہے
جس کی خوبی سامعہ اور باصرہ کی ہے غذا

چشم نظارہ طلب مین اس سے سحر بیخودی
سامعہ مین اس کی لذت کا ہے اک طوفان بپا

گوش اور فردوسِ نظر ہر ایک مین
جلوہ ہاے حُسن کی رہتی ہے نور افشان ضیا

روز و شب سمع و بصر کے چرخِ نیلی فام پر
کوندتی رہتی ہے اس کی برقِ استجاب زا

سامعہ اور باصرہ کے ساز مین وہ تار ہین
جنکی جنبش مین نہفتہ ہے مسرت کی صدا

حسن کی تصویر کے دو رخ ہین دونون دلفریب
باصرہ ہے ایک ان مین سامعہ ہے دوسرا

عشوہ سامانِ صور ہین باصرہ سے ہمکنار
مژدہاے روح کا مرکز ہے جوفِ سامعہ

رنگ میلا گلابی باصرہ کے گھاٹ پر
سامعہ مین نور کی تانین ترنم زا گلا

عشوہ و ناز و کرشمہ کے خدنگِ دل شکار
باصرہ کے گھر مین بنتے ہین یہ پیکانِ قضا

سامعہ کے باغ مین اٹکھیلیان کرتی ہوئی
ہر روش پر پھرتی ہے نطق و تکلم کی صبا،

دل ربا رنگین تصویرین بصر کے ساتھ ساتھ
سمع کے کاشانہ مین ضوریز نغمون کی ضیا

دونون کی پہنائیان لبریزِ کیفِ حسن ہین
بستیان احساسِ لذت کی ہین ہر اک مین جدا

یہ الگ اشیاے عالم سے نظر آتا نہین
یہ دکھایا کرتا ہے رہکر انہی مین معجزہ

ریگ کے ذرون مین اجرام سماوی مین یہی
جس جگہ جا ڈلے گا اس کا قصر آراستہ

کہکشان کی چادرِ پر نور، قرصِ ماہ و مہر
التہابِ برق اور بزمِ نجومِ لامعہ

سنگِ خارا کی ردائیں اور نباتی جامہ وار
کسوتِ حیوا[ن] ان سب مین ہے یہ رونما

رنگ ریزی، اور نواریزی اسی کے ہین محل
مختلف لذت کی [illegible]

باصرہ افروز بنگلون مین گلون کے ہے یہی،
سامعہ مین لحن کے آئینون کی یہ ہے جلوہ [illegible]

ساز کے پردون مین خوابیدہ ترنم بھی یہی
جب ذرا مضراب نے چھیڑا اٹھا ہلتا ہو[ا]

یا حجابِ ساز اک محمل ہے ذوقِ گوش کی
حسن کے نغمون کا رہتا ہے جہان پر جگمگا [illegible]

یا یہ پردے اس کے روے دلربا کی ہین نقاب
جن کے اٹھتے ہی شکیب وضبط ہوتے ہین [illegible]

دہر کے خمخانۂ لذت کا ساقی ہے یہی
جس نے پیمانون کو احساسات کے لبریز [illegible]

روح بالیدہ ہو جس سے یہ ہے وہ کیفِ نشاط
گلکدے دل کے مہکاتے ہین یہ ہے وہ [illegible]

مادیت پست کردیتی ہے جب ذوقِ طلب
پھونکتا ہے آکے یہ انسان مین روحِ [illegible]

اس سے جذباتِ مہذب جاگ اٹھتے ہین تمام
گلشنِ تہذیب اس سے پاتا ہے نشوونما

مادیت سے نکل کر سیر کرنے کے لئے تو
جادۂ ادراک پر لاتا ہے بن کر رہنما

چشمِ باطن کو دکھا دیتا ہے ایسا جلوہ زار
جس کا ایکا ذوقِ تشنہ ہے نہین پھر بجھ [illegible]

حسنِ مطلق کا یہ اک پرتو ہے جو عالم مین ہے
سایہ پھر سایہ ہے جس کو اصل سے نسبت [illegible]

یہ مفید حسنِ مطلق کا دلیلِ راہ ہے
اس سے ملتا ہے ہمین روحانیت کا راستہ

وہ کشادہ راہ جس جانشش جہت کل اک قدم
وہ بلندی جس جگہ ہفت آسمان تحت الثری

ہر طرف پھیلی ہوئی ذوقِ طلب کی تیز دھوپ
دور تک کوئی نشانِ رہ، نہ منزل کا پتا

اور اس سے آگے گلزارِ تحیر کی مہک
جس سے بیخود ہو کے رہجاتا ہے ادراکِ رسا

رنگ و بو گیتی کے ہین سرمایہ دارِ التذاذ
اس جگہ دونون کے دونون بحقیقت بینوا

گل نواریزی تصدق لذت آور وہ سکوت
گل تبسم ہیچ و ناکارہ شگفتہ وہ فضا

[illegible] و کم کی اس جگہ میزان نہین منت پذیر
قید و بندش کا وہان ادنی نہین کچھ واسطہ

[illegible] کل کا کل اُس جا پہ اک داغ سپید
اور وجودِ عالم کا اُس جا ایسا جیسا نقشِ پا

[illegible] تاب لا سکتی نہین جس دید کی
اس طرح کا حسنِ مطلق ہر طرف پھیلا ہوا

[illegible] کے کونشِ تقدیس مین اک عشوہ ریز
سامنے جس کے ہے اپنی منزلت کا آئینہ

[illegible] ہے آپ ہی اپنا جمالِ بے مثال
غیر فانی اپنی سج دھج کا ہے خود ہی مبتلا،

بے جھجک آگے بڑھے جاتے ہو بس ٹھہرو سرور
کیا نہین معلوم تم کو راستہ ہے کون سا

طبقات الامم

اندلس کے نامور فاضل قاضی صاعد اندلسی المتوفی ۴۶۲ھ کی تصنیف، جس مین انھون نے اپنے [زم]انے تک کی تمام قومون کی عموماً اور مسلمانون کی خصوصاً علمی و ادبی تصانیف اور علوم و فنون [کی ت]اریخ عربی مین لکھی تھی، قاضی احمد میان جوناگڈھی نے اس کو عربی سے اردو مین ترجمہ کیا اور جابجا [حا]شیون مین علما اور فلاسفہ کے حالات اور تصانیف کے متعلق مزید معلومات فراہم کئے ہین،
[ض]خامت ۱۸۰ صفحے، قیمت عہ

رُوح الاجتماع

موسیو لیبان کی کتاب "جماعتہاے انسانی کے اصول نفسیہ" کا اردو ترجمہ جسمین انسانی جماعت کے اخلاق، پبلک، رہنمایون کی خصوصیات اور جماعتون کے بننے بگڑنے کے قوانین نفسی بیان کئے گئے ہین،
ضخامت ۲۴۴ صفحے قیمت عاَر

"منیجر"

باب التقریظ والانتقاد

اخبارات و رسائل کے میلاد نمبر

عید، بقرعید، محرم، سالانہ اور خاص نمبروں کے علاوہ بعض اخبارات و رسائل نے اربیع الاول کو
سرورِ کائنات فخرِ موجودات رسول عربی (روحی فداہ) کے یوم ولادت باسعادت کی تقریب مسعود پر بھی خاص
شایع کرنے شروع کئے ہین، یون تو مسلمانون کے اردو رسائل بکثرت شایع ہوتے ہین، لیکن جنھون
مذہب و تصوف ہی کو اپنا موضوع بنا رکھا ہے، بہت کم ہین، اس لئے اگر ہم کو یہ نظر آئے کہ اس موقع
صرف ۴ ماہوار رسائل نے ایسے نمبر شایع کئے تو کوئی تعجب کی بات نہین ہے، ان رسائل مین کثرتِ مضا
ضخامت اور تصاویر کے لحاظ سے پہلا درجہ (پیشوا دہلی) کو دیا جا سکتا ہے، اس مین ۵۹ مستقل مضامین او
نظمین ہین، اس کے علاوہ مختلف مناظر، حالات اور مقامات کی تقریباً ۲۰ تصاویر بھی ہین، مکہ مکرمہ و مدینہ م
کے نقشے بھی اس مین موجود ہین، مضامین اپنے تنوعِ مباحث کی وجہ سے بارِ مطالعہ نہین ہوتے، اور ان تمام
بہتر جو چیز قابلِ خیال ہے وہ یہ ہے کہ اس نمبر مین متعدد ہندو اصحابِ ذوق کے رشحاتِ قلم بھی موجود ہین، ان
خوبیون اور اس حقیقی عقیدت و فدائیت کے باوجود جو مخلص مدیر کو اس ذاتِ گرامی سے ہے، یہ معلوم کرنا کس قدر
افسوسناک ہے، کہ اس نمبر کے شایع کرنے کی وجہ سے رسالہ کو سخت مالی دقت اٹھانی پڑی، اور توقع کے خلا
پچھلے قرض کے علاوہ نیا قرض اس پر اور بڑھ گیا، چنانچہ رسالہ کے باہمت راست گو اڈیٹر نے ان الفاظ مین
اس کو ظاہر کیا ہے:۔

،، مین رسول نمبر کی بنیادی چھ مہینے سے کر رہا تھا، جس پر دو ہزار روپے کے قریب لاگت آئی ہے،

جس مین پانچسو روپئے میرے ایک محترم بھائی نے........ دیکر ہمت افزائی
کی، اور ایک سو روپیہ ایک ہندو ریاست کے مسلمان وزیر اعظم نے مرحمت فرمائے
اور دو سو روپئے حیدرآباد دکن کے ایک عاشقِ رسول ؐ نے عنایت کر کے میری خمیدہ کمر کو سیدھا
کرنے کی کوشش کی، ایک سو روپیہ کے قریب صرف رسول نمبر کے خریدارون سے وصول ہو جائیگا،
......اس طرح کل آمدنی.... صرف نو سو روپیہ ہوتی ہے، اور خرچ دو ہزار، اس نمبر کی
وجہ سے گیارہ سو روپیہ کا اس قرضہ مین اور اضافہ ہوا، جو پیشوا کی بدولت ایک عرصہ سے میری
خالی جیب پر ہے"

آگے چل کر اس اجمال کی تفصیل ان الفاظ مین کی گئی ہے:۔

،، میرا خیال تھا کہ اس رسول نمبر کی وجہ سے کم سے کم ۲۰ صفحہ کے اشتہارات مل جائین گے اور
پانسو نئے خریدار فراہم ہو جائین گے، اور ایک ہزار صرف رسول نمبر فروخت ہو جائیگا، اور
اس طرح سارے مصارف پورے ہو جائین گے اور مجھے جدید قرضہ تو کجا قدیم قرضہ سے بھی نجات مل جائیگی
مگر فلسفیِ اعلیٰ حضرت مولا علیؑ فرما چکے ہین کہ من عرفت ربہ فسخ العزائم (عرفت ربی
بفسخ العزائم؟)...... چنانچہ اشتہارات آپ دیکھ رہے ہین کہ تین صفحون سے زیادہ باہر
اور اجرتی نہین ہین، اگر امدادی رقومات (؟) میرے احباب کی نہ آتین تو شاید کیا معنی یقیناً اتنا
عظیم الشان نمبر فخرِ کائنات کی ولادت کی یادگار مین شایع نہ ہو سکتا،،

اس اظہارِ مقصد کیساتھ اس دعویٰ کو بھی یاد رکھئے:۔

،، مجھے یہ کہنے مین کوئی تامل نہین کہ پیشوا کا یہ رسول نمبر اپنی گوناگون خصوصیات کے لحاظ
سے دربارِ رسالت پناہ مین سب سے پہلی نذر ہے، جو ایک ہندوستانی غلام اور ایک ناکارہ فرزند نے
انتہائی کم مایگی اور بے حد پریشانی کی حالت مین پیش کی،،

تاہم ہمکو امید ہے کہ عشاقِ رسول ﷺ ہمارے مقروض اڈیٹر کا رسول نمبر خرید کر کے اس کے بار کو جسے
صرف "محبتِ رسول" مین برداشت کیا ہے، ہلکا کرنے کی کوشش کرین گے، اس خاص نمبر کی قیمت عہ ہے،

اسی شہر کے دوسرے رسالہ نظام المشایخ (دہلی) نے بھی اپنی روایات کے مطابق اپنا میلاد نمبر شایع کیا
ہے، اور اشتہارات کے علاوہ ۴۰ صفحات مضامین کے ہین، جن مین ۹۰ صفحات مین نثر ہے اور ۵ مین نظم،
نظام المشایخ ایک قدیم رسالہ ہے اور ملا واحدی صاحب کی سنجیدگی و متانت کا آئینہ، نثر مین ۳۰ مضامین
اور ۴ نظمین ہین، مضامین دلچسپ اور پُراز معلومات ہین،

تیسرا رسالہ جس نے میلاد نمبر شایع کیا ہے امرتسر کا رسالہ اسلام ہے، اس رسالہ نے سیرۃ کے متعلق
اچھے مضامین اور بلند خیال شعراء کے کلام کو جمع کر کے شایع کر دیا ہے، اور اس طرح یہ نمبر دلچسپ بن گیا ہے،
کا ہدیہ "۸" رہے،

اخبارات مین پیغام صلح (لاہور) کا جو لاہوری احمدی جماعت کا ارگن ہے، "آخری نبی نمبر" اپنی
کے لحاظ سب سے ممتاز ہے، اور اس نے سیرت کے مختلف پہلوؤن کو مختلف ابواب مین تقسیم کر کے ایک
چیز ہمارے سامنے پیش کر دی ہے، اور اگر آئندہ دوسرے اخبارات اس ترتیب کی پیروی کرین تو
اپنے مضامین کو بہتر طریقہ سے پیش کر سکین، اس نے تمام مضامین کو چھ حصون مین اس طرح تقسیم کیا ہے (۱)
نبوت پر اصولی بحث، (۲) محاسن و اخلاق نبوی، (۳) ختم نبوت کے خلاف اعتقاد کا رد، (۴) غیر مسلم اصحاب
کی طرف سے عقیدت کے پھول، (۵) خواتین کے مضامین، (۶) متفرق، (۷) حصۂ نظم، (۸) حصۂ خاص، چونکہ
اس نمبر کی اشاعت کا مقصد تمام تر "آخری نبی" کی بحث پر مشتمل تھا اسی لئے زیادہ تر اسی کے متعلق مضامین
دوسرے اخبارات اسی طرح خاص خاص مباحث کی سرخیان قائم کر کے مضامین مین ترتیب و تنظیم پیدا کر سکتے
ہین، اس نمبر مین جناب مولوی محمد علی صاحب ایم اے، امیر جماعت احمدیہ لاہور کے متعدد پُراز معلومات مضامین
ہین، ہندو اصحاب کے مضامین بھی قابلِ مطالعہ ہین، اس کے علاوہ جمعیۃ علمائے ہند کے اخبار الجمعیۃ دہلی،

...ان دہلی، زمیندار لاہور نے بھی اپنے خاص خاص نمبر شایع کئے ہین، الجمعیۃ نے اپنے نمبر کا نام ہاشمی نمبر رکھا
ہے اس خاص موضوع کے متعلق اس مین ۵ مضامین ہین اور مولٰینا احمد سعید صاحب، مسٹر عبد القیوم صاحب
پنڈت پرشوتم داس ست دھاری وغیرہ کے نام ان مضامین کی دلچسپی کے ضامن ہین، زمیندار کا میلاد نمبر بھی ۲۰ صفحات
پر مشتمل ہے، اور اس مین متعدد مفید و قابلِ مطالعہ مضامین ہین، الامان کا میلاد نمبر بھی ۲۰ صفحات کا ہے، اور اس مین
بھی ابتدائی صفحات مین موضوع کے موافق کئی مضامین ہین،

ان اخبارات کے علاوہ اگرچہ مدینہ (بجنور) اور انقلاب (لاہور) نے خاص نمبر نہین نکالے، لیکن انھون
نے اس یوم سعید کی تقریب پر ایک دو مضامین شائع کئے، اور انقلاب نے تو اپنی ضخامت بھی بڑھا دی تھی،
تاہم ان اخبارات نے کوئی خاص اہتمام نہین کیا، "ن"

ارض القرآن

جلد اول

عرب کا قدیم جغرافیہ، عاد، ثمود، صبا، اصحاب الایکہ، اصحاب الحجر، اصحاب الفیل کی تاریخ اس طرح لکھی گئی ہے
جس سے قرآن مجید کے بیان کردہ واقعات کی یونانی، رومی، اسرائیلی لٹریچر اور موجودہ آثار قدیمہ کی تحقیقات سے
تائید و تصدیق ثابت کی ہے، ضخامت ۳۴۴ صفحے، قیمت عہ

حصۂ دوم

قرآن مجید کے اندر جن قومون کا ذکر ہے ان مین سے، مدین، اصحاب الایکہ، قوم ایوب، بنو اسمٰعیل، اصحاب الرس،
اصحاب الحجر، بنو قیدار، انصار اور قریش کی تاریخ اور عرب کی تجارت، زبان اور مذہب پر تفصیلی مباحث ضخامت
۴۴۲ صفحے، قیمت عہ

"منیجر"

مطبوعاتِ جدیدہ

متروکاتِ سخن، باب اول کتاب نکاتِ سخن، مصنفہ جناب سید فضل الحسن صاحب حسرت مو[ہانی]
منیجر اردوے معلی کان پور، صفحہ ۴۴ قیمت ۶ر

جناب سید حسرت موہانی کی ادبی خدمات ہمارے تذکرہ سے مستغنی ہین، انھون نے یہ دیکھکر کہ آجکل
کی شاعری کی دنیا مین استادی وشاگردی کی رسم اٹھتی جارہی ہے، اور اکثر نوجوان ونوآموز شعرار شاعری کے کلام
محاسن ومعائب سے بےخبر رہنے کی وجہ سے غلطیون کے مرتکب ہوتے ہین، نکاتِ سخن کے نام سے ایک کتاب لکھنے
کا ارادہ کیاہے، اور زیر تنقید کتاب، اول الذکر کتاب کا پہلا باب ہے، جس مین متروکات پر بحث کی گئی ہے، [یہ]
[پانچ] صفحون پر منقسم ہے، (۱) متروکات قدیم، (۲) متروکات معروف، (۳) متروکات جائز (۴) متروکات بےجا
(۵) قابل ترک الفاظ، ہر متروک کے متعلق کسی نہ کسی استاد کا ایک شعر اور بعض جگہ متعدد شعرار کے کلام سے [نمونہ]
بھی دیاگیاہے، یہ کتاب آج سے چند سال پہلے انھون نے قیدِ فرنگ کے زمانہ مین لکھی تھی، امید کہ جدید شعرار
اس سے فائدہ اٹھائین گے،

انتخاب دیوان شاہ حاتم، مرتبہ جناب سید حسرت موہانی صاحب صفحہ ۵۲، قیمت ۸ر، [مرتبہ]
منیجر اردوے معلی کان پور،

جناب حسرت موہانی نے قدیم وجدید شعرار کے کلام کا انتخاب، انتخابِ سخن کے نام سے شایع کرنا
شروع کیا ہے، ابتدا یہ سلسلہ اردوے معلی مین شایع ہوتا تھا، اور اب مستقل کتابون کی صورت مین ہمارے
سامنے ہے، شاہ ظہور الدین حاتم دہلوی کا یہ انتخاب دراصل انتخابِ سخن کی جلد اول کا پہلا حصہ ہے، جو علیحدہ
شایع کیاگیاہے، حسن انتخاب کے متعلق جناب حسرت موہانی کا نام کافی ہے، ابتدا مین حاتم کے سلسلۂ

[...]ی کا شجرہ بھی دیاگیاہے،

انتخابِ سخن جلد اول، مرتبہ جناب سید فضل الحسن صاحب حسرت موہانی صفحہ ۱۰۰ قیمت ۱۰ر
[...]یہ مندرجۂ بالا،

اوپر کی سطرون مین اس کتاب کا ذکر آچکاہے، اس جلد مین رنگین (۱۰ صفحہ) نثار (۱۸ صفحہ) بیدار
(۱۴ صفحہ) تابان (۴ صفحہ) ماہر و (۲ صفحہ) معروف (۱۱ صفحہ) [...] (۲ صفحہ) لقا (۳ صفحہ)
[...]بتاب (۲ صفحہ) عشرت (۲ صفحہ) طالب (۱ صفحہ) اور شاہ نصیر (۱۴ صفحہ) کے کلام کا انتخاب ہے، اول الذکر
چار شعرار شاہ حاتم دہلوی کے شاگرد ہین، ماہر فغان کے جانشین اور سودا کے تلمیذ ہین اور بیتاب رنگین
کے بھائی، بعض انتخابات کے بعد مختلف اصطلاحون کی تشریح بھی ہے،

انتخابِ سخن جلد پنجم، مرتبہ جناب سید فضل الحسن صاحب حسرت موہانی صفحہ ۱۲۰، قیمت ۱ر
[...]یہ مندرجۂ بالا،

یہ حصہ اگرچہ آخر کے دو بنگالی شاعرون (نساخ ووحشت) کو نکال دیاجائے تو تمامتر جرأت
[کے سلسلہ] سے متعلق ہے، اور اسی لئے اسے سلسلۂ جرأت قرار دیاگیا، سرورق پر ہم کو بتایاگیاہے کہ اس مین حسرت
استاد جرأت، جرأت، اور ان کے شاگردون، غضنفر، رضا، رقت، رضوی، محنت، نصرت، مصروف،
محبت جلال، مائل، شائق، کے علاوہ نساخ ووحشت، کے کلام کا انتخاب ہے، لیکن اصل کتاب مین رضا،
رقت، رضوی، جلال ومائل کے کلام کا انتخاب ہم کو نظر نہین آتا، بہت ممکن ہے کہ یہ اوراق اجزار بندی
کے وقت رہ گئے ہون، حسرت کا انتخاب ۶ صفحات پر، جرأت کا ۲۰، غضنفر کا ۸، محنت کا ۴، نصرت کا ۲
مصروف کا ۲، محبت کا ۵، شائق کا ۲، نساخ کا ۴ اور رضا علی وحشت کا ۱۰ پر مشتمل ہے، مولوی عبد الغفور
نساخ بنگال کے عہد گذشتہ کے نہ صرف مشہور شاعر بلکہ بلند پایہ نثر نگار بھی تھے،

امام بخاری، مرتبہ جناب مولوی حافظ عبد التواب صاحب صفحہ ۱۸، قیمت ۲ر، مرتبہ دائرۃ الا[...]

شریف گنج امرتسر،

اس مختصر رسالہ مین امام بخاری کے حالات مختصر طور سے لکھے گئے ہین، تنقید و درایت پر زیادہ زور دیا گیا ہے، حالانکہ امام حدیث کے ترجمہ مین توکم ازکم اس کا لحاظ رکھنا چاہئے تھا، ابتدا مین اخبار توحید کے نائب مدیر مولوی ابوالقاسم صاحب کا دو صفحون کا مقدمہ ہے، اس مقدمہ مین لائق مقدمہ نگار نے دنیا کے تحقیق کے سامنے ایک عجیب حقیقت کا اظہار کیا ہے، وہ لکھتے ہین،

"تمام انبیاے اسلام" کا اس پر اتفاق ہے، کہ آپ سے بڑھ کر کوئی شخص روے زمین پر علم حدیث مین آپ کا ہم پلہ اور ثانی نہین ہوا" شاید انبیاء کی جگہ ائمہ کا لفظ ہو،

مرغیون کی پرورش، از جناب شاہ ولی مینی صاحب بی اے، (آنرز) صفحہ ۹۶ قیمت ۸ر، پتہ مینجر پروپرائٹر اخبار تعلیم، انار کلی، لاہور،

مرغیون کی پرورش سے متعلق اب سے پہلے بھی متعدد کتابین شایع ہوچکی ہین، اور اس کتاب کی اشاعت اس بات کی شاہد ہے کہ مرغیون کی پرورش اور ان سے اقتصادی افادہ کا خیال لوگون مین ترقی کر رہا ہے، یہ کتاب ایک تمہید اور ۷ ابواب مین منقسم ہے، اور ان کے ماتحت، مرغیون کے اقسام، ڈربے، بچے نکلوانے، بچون کی پرورش، مرغیون کی بیماری و علاج اور انڈون کی حفاظت پر جامع طور پر اچھی بحث کی گئی ہے، اگر لائق مصنف انھین ابواب کے ساتھ اس کے اقتصادی پہلو پر بھی ایک باب کا اضافہ کرکے ان کی فروخت کے ذرایع اور بازارون کا حال دیدیتے تو یہ کتاب بہت مفید ہوتی، جا بجا دستی تصاویر بھی ہین،

شیب و شباب مترجمہ جناب محمد امیر صاحب اورنگ آبادی، صفحہ ۴۲ قیمت ۶ر، پتہ مترجم متصل دیوان ڈیوڑھی، اورنگ آباد دکن،

یہ انگلستان کے مشہور شاعر براؤننگ کی معروف نظم ربیع بن عذرا کا نظم مین ترجمہ ہے، اس سے پہلے اس کا نثر مین ترجمہ ہو چکا ہے، ابتدا مین تین صفحون کی تمہید ہے جسمین ربیع بن عذرا اور براؤننگ سے تعارف کرایا گیا ہے،

"ن"

جلد بست و دوم	ماہ جمادی الاولیٰ ۱۳۴۷ھ مطابق ماہ نومبر ۱۹۲۸ء	عدد پنجم

مضامین